﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد21

جمعۃ المبارک28؍فروری 2014ء

28؍ربیع الثانی 1435 ہجری قمری 28؍تبلیغ 1393 ہجری شمسی

شمارہ09

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی چیز کو کان لگا کر اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنا نبی (ﷺ) کی تلاوت کو سنتا ہے جب وہ خوبصورت لحن کے ساتھ بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول النبی الماھر بالقرآن حدیث نمبر6989)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کا دوسرا بیچ (Batch) جو ہے وہ جامعہ پاس کر کے میدانِ عمل میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام طلباء کو جنہوں نے آج یہ اسناد لیں اور اب انشاء اللہ تعالیٰ میدانِ عمل میں اپنا کام شروع کریں گے، جامعہ سے پاس ہونے کا یہ اعزاز مبارک کرے۔

دینی علم جو آپ نے یہاں سے حاصل کیا یا مختلف مضامین جو آپ نے یہاں سے پڑھے، اُن میں آپ نے ترقی کرنی ہے، اُن علوم کو بڑھانا ہے۔

علم حاصل کرنا اور علماء کی صف میں شامل ہونا، اس سے آپ میں ایک خاص بات پیدا ہونی چاہئے اور وہ ہے عاجزی

ایک طرف آپ مربی سلسلہ ہیں اور ایک طرف آپ مبلغ سلسلہ ہیں۔ یہ دونوں کام آپ نے کرنے ہیں۔ جس زندگی میں اب آپ جا رہے ہیں وہاں آپ مربی بھی بن رہے ہیں۔ تربیت کرنے کی ذمہ داری بھی آپ کی ہے اور دنیا کو صحیح رستے پر چلانے کی ذمہ داری بھی آپ کی ہے۔ آپ نے اپنوں کے بھی حق ادا کرنے اور فرائض نبھانے ہیں اور دوسروں کے بھی، غیروں کے بھی حق ادا کرنے ہیں۔ اور غیروں کا حق اُسی صورت میں ادا ہوتا ہے جب آپ صحیح رنگ میں اُن کو اسلام کا پیغام پہنچائیں گے اور اُس پیغام پر خود بھی عمل کرنے والے ہوں گے۔ پس اس بات کو خاص طور پر ہر مربی کو، ہر مبلغ کو ذہن نشین رکھنا چاہئے۔

آپ نے خلافت سے تعلق کو اتنا مضبوط کرنا ہے کہ کسی کو آپ کے سامنے خلافت کے موضوع پر کوئی نازیبا الفاظ استعمال کرنے کی جرأت نہ ہو۔

آپ مربی بن کر جہاں جہاں بھی جائیں گے وہاں نوجوان نسل میں خلافت سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ تعلق دنیاوی تعلق نہیں ہے بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ تعلق محض لِلّٰہ ہونا چاہئے۔ لوگوں کو یہ باور کرانا ہے یا یہ realize کروانا ہے کہ اب اسلام کی ترقی خلافت کے ساتھ وابستہ ہے اور خلیفۂ وقت کی آواز کو سننا اور سمجھنا اور اُس پر عمل کرنا ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ لوگوں کو خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو بڑھانا ہے اور پھر بڑھاتے چلے جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو میدانِ عمل میں کامیابیاں عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کرے کہ وہ مقصد پورا کرنے والے ہوں جس کی آپ سے توقع کی جاتی ہے اور ہمیشہ آپ خلافت کے سلطانِ نصیر بننے والے ہوں۔

جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے والی دوسری شاہد کلاس کے طلباء کی تقریب تقسیم اسناد کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا زرّیں نصائح پر مشتمل نہایت اہم خطاب فرمودہ 11 جنوری 2014ء بروز ہفتہ بمقام Haslemere، جامعہ احمدیہ یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

جیسا کہ ابھی رپورٹ میں سنا، آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کا دوسرا بیچ (Batch) جو ہے وہ جامعہ پاس کر کے میدانِ عمل میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام طلباء کو جنہوں نے آج یہ اسناد لیں اور اب انشاء اللہ تعالیٰ میدانِ عمل میں اپنا کام شروع کریں گے، جامعہ سے پاس ہونے کا یہ اعزاز مبارک کرے۔ لیکن ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ جامعہ کے امتحانات کو پاس کرنے کے بعد آپ کو یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ آپ نے جو پڑھنا تھا وہ پڑھ لیا۔ اس جامعہ میں آ کر آپ نے دینی علم سیکھنے کا ایک طریق سیکھا ہے یا وہ چند بنیادی باتیں سیکھی ہیں جن کو سیکھنے کی ضرورت تھی اور جس سے آگے مزید علم حاصل کرنے کی جاگ لگتی ہے۔

پس یاد رکھیں کہ آج کے بعد گو آپ کے دنیاوی

امتحانات جو چھ مہینے بعد ہوتے تھے یا سال بعد ہوتے تھے وہ تو ختم ہو گئے لیکن اب آپ نے اپنے آپ کو خود self assessment جس کو کہتے ہیں، اُس کے لئے تیار کرنا ہے اور اُس کی تیاری یہی ہے کہ اپنے علم کو جو آپ نے یہاں سیکھا، اُس کو بڑھانا ہے۔ صرف چند مضامین جو یہاں پڑھے تھے، وہی آپ کی زندگی کا سرمایہ نہیں ہیں بلکہ دنیا میں اور بہت سارے مضامین ہیں۔ اگر گہرا علم نہیں تو جن کی تھوڑی بہت سُدھ بدھ ضرور ایک مربی اور مبلغ کو ہونی چاہئے تا کہ میدانِ عمل میں کہیں بھی جیسے بھی لوگوں سے واسطہ پڑے، اُن کی سوچ اور اُن کے طریق کے مطابق آپ اُن کو اسلام کا پیغام پہنچا سکیں۔

پس ایک تو یہ کہ دینی علم جو آپ نے یہاں سے حاصل کیا یا مختلف مضامین جو آپ نے یہاں سے پڑھے، اُن میں آپ نے ترقی کرنی ہے، اُن علوم کو بڑھانا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ جو باتیں یہاں نہیں پڑھیں اُن میں بھی آپ نے کچھ حد تک سُدھ بدھ حاصل کرنی ہے۔ اخبارات پڑھنے ہیں۔ رسالے پڑھنے ہیں اور آپ کو دنیا کے حالات کا علم ہونا چاہئے۔ آپ کو دوسرے مذاہب میں جو تبدیلیاں ہو رہی ہیں اُن کا علم ہونا چاہئے تا کہ آپ حالات کے مطابق ہر جگہ ایک احسن رنگ میں اپنے پیغام پہنچا سکیں۔ اور اس کے لئے آپ کو قرآنِ کریم سب سے اول چیز ہے جس کو پڑھنا ہے، جس کو سمجھنا ہے، جس کی تفاسیر پڑھنی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں تک تفاسیر کیں وہ اور اُس کے بعد جماعت میں جو معروف تفسیر ہے، وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہے۔ پھر خلفاء کے مختلف درس ہیں۔ ہر جگہ آپ کو کچھ نہ کچھ باتیں مل جائیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو تمام قرآن کی تفسیر نہیں کی۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی شروع کے چند سپارے ہیں یا سورتیں ہیں اور پھر آخر میں جا کے کی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے پوچھا تھا کہ باقی آیات کی تفسیر نہیں کی تو آپ نے فرمایا جو میرے زمانے میں ضروری تھی اُن کی تفسیر مَیں نے کر دی۔ باقی حالات کے مطابق آئندہ ہوتی رہیں گی۔ اور آئندہ ہونے والی تفاسیر کے لئے علماء ہیں جو جماعت میں اللہ تعالیٰ پیدا فرما رہا ہے، اُن کو چاہئے کہ غور کریں اور جو آیات جس جس طرح سمجھ آتی ہیں، سورتیں سمجھ آتی ہیں، اُن پر اتنا غور کریں کہ آپ کو اُس کا صحیح مضمون سمجھ آ جائے۔ لیکن جیسا کہ مَیں پہلے ایک دفعہ ایک خطبہ میں کہہ چکا ہوں، ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ جو تفاسیر بھی آپ کریں، جو مضمون بھی آپ سمجھیں، اُس میں اگر کوئی نیا نکتہ آپ کے سامنے آتا ہے تو اُس کو خلیفۂ وقت تک پہنچانا بہت ضروری ہے۔ تا کہ اگر خلیفۂ وقت اُس پر صاد کرتا ہے تو اُس کو آپ آگے پھیلائیں۔ اگر نہیں تو پھر وہ آپ کا ایک ذوقی نکتہ ہے جو آپ کی اپنی حد تک تو محدود رہ سکتا ہے لیکن جماعت میں وہ آپ نہیں پھیلا سکتے کیونکہ ہو سکتا ہے خلیفۂ وقت کا نکتہ اُس سے مختلف ہو۔ تو اس لحاظ سے بھی آپ کو احتیاط کی ضرورت ہے۔ قرآنِ کریم پڑھنا، اُس کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ تفاسیر سمجھنا، تفاسیر کرنا بڑی اچھی بات ہے لیکن اُس کی کچھ حدود ہیں، اُن حدود کو بھی آپ لوگوں کو سامنے رکھنا ہوگا۔

پھر احادیث ہیں۔ احادیث کا مزید علم حاصل کریں۔ چند احادیث آپ نے پڑھیں اس میں وسعت دیں کیونکہ یہ جو احادیث ہیں آپ کے عملی میدان میں آپ کے کام آئیں گی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ہیں۔ یہ بھی قرآن اور حدیث کی تفاسیر ہیں۔

پھر تاریخ اسلام ہے، اس میں وسعت پیدا کرنی چاہئے۔ تاریخ احمدیت جس حد تک آپ کے علم میں ہے یا چھپی ہوئی ہے، اُس کو پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سیرت کے مضامین ہیں، سیرت کی کتب ہیں، ان کو پڑھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بعد اُن کو آپ نے پڑھنا ہے۔ یہی باتیں ہیں جو آپ کے علم میں وسعت پیدا کرتی چلی جائیں گی۔

پھر یہ کہ خطبات سے تو ایک مربی منسلک ہوتا ہی ہے اس میں کوئی کہنے کی بات نہیں۔ لیکن اُن باتوں کو سننا، سمجھنا، آگے پھیلانا، عمل کرنا اور کروانا یہ مربی کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ پس ان باتوں کا خیال رکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے علماء کا قرآنِ کریم میں ذکر کیا ہے۔ ایک وہ علماء جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی علماء ہیں، جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ قرآنِ کریم پڑھتے ہیں، غور کرتے ہیں، عمل کرتے ہیں اور کرواتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو رزق دیا اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور رزق صرف روپے پیسے کا رزق نہیں ہے بلکہ علم ہے، صلاحیتیں ہیں، استعدادیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہیں، اُن کا صحیح استعمال کرنا اور اُن کو آگے جماعت تک پہنچانا یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جو حقیقی علم رکھنے والے لوگ ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو اُن لوگوں کی صَف میں شامل ہوئے جو حقیقی علماء ہیں۔ پس علم حاصل کرنا اور علماء کی صَف میں شامل ہونا، اس سے آپ میں ایک خاص بات پیدا ہونی چاہئے اور وہ ہے عاجزی۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر یہ چیزیں تمہارے اندر ہوں گی تو یہ جو علماء ہیں اللہ تعالیٰ ان کو درجات میں بڑھائے گا۔ فرمایا کہ یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔ (المجادلۃ: 12) کہ تم میں سے جو ایمان لائے اور خصوصاً وہ جن کو علم دیا گیا ہے، اُن کو اللہ تعالیٰ درجات میں بڑھاتا ہے کیونکہ اس علم کی وجہ سے انہوں نے اپنے اندر وہ خاص تبدیلی پیدا کی، وہ حالت پیدا کی جس سے بجائے تکبر کے اُن میں عاجزی آئی اور عاجزی ہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ علم اُن کو تکبر میں مبتلا کرنے والا نہیں بنا۔ علم اُن کو بخل میں مبتلا کرنے والا نہیں بنا بلکہ عاجزی میں بڑھانے والا اور اُس رزق کو پھیلانے والا بنا جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمایا تھا۔ پس یہ باتیں ہمیشہ آپ کو یاد رکھنی چاہئیں اور یہ باتیں اطاعت سے آتی ہیں۔ اگر آپ یہ توقع رکھتے ہیں کہ جس جماعت میں آپ ہیں، جس جگہ آپ کام کر رہے ہیں، وہاں آپ کی باتیں مانی جائیں، آپ کی باتیں سنی جائیں، آپ کی اطاعت کی جائے تو سب سے پہلے آپ کا فرض بنتا ہے کہ اطاعت کریں اور آپ کا فرض بنتا ہے کہ خلیفۂ وقت کے ساتھ اطاعت کا اس طرح کا تعلق پیدا کریں جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا تھا کہ جس طرح مردہ غسّال کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ آپ کے دل کی دھڑکن یا آپ کی نبض خلیفۂ وقت کے دل کی دھڑکن کے ساتھ چلنی چاہئے۔ پس یہ باتیں ہوں گی، یہ اطاعت کے معیار ہوں گے تو آپ میدانِ عمل میں انشاء اللہ تعالیٰ کامیابیاں دیکھنے والے ہوں گے۔

اس کے مقابلے پر اللہ تعالیٰ نے دوسرے علماء کا بھی ذکر کیا ہے جو نام نہاد علماء ہم دیکھتے ہیں وہ کون لوگ ہیں؟ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ (التوبۃ: 34) کہ لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستے کون سے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے راستے وہ ہدایت کے راستے ہیں جس پر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ صرف یہ ایک ہی راستہ دکھانے والے نہیں۔ جس طرح کہ آج کل کے علماء، غیر (احمدی) علماء ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد کے نام پر دہشتگردی سکھا رہے ہیں یا اپنی مرضی کی باتیں سکھا رہے ہیں۔ جو باتیں خود کرتے نہیں، وہ دوسروں کو کہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مثال دی کہ ایک بڑے پائے کا مولوی تھا، بڑی اُس نے دھواں دار تقریر کی، لوگوں کو مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی، لوگوں نے اپنی جیبیں خالی کر دیں اور عورتوں نے اپنے زیور اُتار دیئے۔ اُس کی بیوی گھر آئی، اُس پر بھی اُس تقریر کا بڑا اثر تھا۔ اُس نے بھی اپنے کڑے یا پازیبیں جو پاؤں میں پہنتے ہیں، اتار کر دینے کی کوشش کی۔ تو کہتا ہے نہیں۔ یہ تو مال اکٹھا کرنے کا ایک طریقہ تھا۔ یہ تمہارے لئے نہیں۔ تم تو میری بیوی ہو۔ تمہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو یہ چیزیں نہیں ہونی چاہئیں۔ آپ نے جو کہنا ہے اُس پر خود بھی (عمل کرنا ہے) اور اپنے اہل کو بھی اسی طرح پابند کروانا ہے جس طرح غیروں سے توقع رکھتے ہیں، تبھی آپ اس بات پر بھی عمل کرنے والے ہوں گے کہ اپنے اہل کو بھی آگ سے بچاؤ اور اپنے آپ کو بھی آگ سے بچاؤ۔

پس اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ ہم خوش قسمت لوگ ہیں جن کو اس زمانے کے امام کو، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اُن لوگوں میں شامل نہیں فرمایا جو کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ آپ لوگ اُن علماء میں شامل نہیں ہوئے جو لوگوں کا مال کھانے والے اور اللہ تعالیٰ کے رستے سے روکنے والے ہیں۔ بلکہ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن علماء میں شامل ہونے والے ہیں جو حقیقی علماء ہیں۔ جو قرآنِ کریم کی تعلیم کو پڑھتے ہیں، سمجھتے ہیں، آگے پھیلاتے ہیں اور اپنے اوپر لاگو کرتے ہیں۔ جو نمازوں کے قیام کی کوشش کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہر قسم کے رزق کو اور جو استعدادیں اور صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں دی ہیں، لوگ اُن میں پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

پس اس بات کو ہمیشہ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ میدانِ عمل میں یہ باتیں ہیں جو آپ نے سرانجام دینی ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جن کی آپ سے جماعت کا ہر فرد توقع بھی رکھتا ہے۔ کیونکہ اسی کے ذریعہ سے آپ جماعت کی صحیح رنگ میں تربیت کر سکتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ آپ صحیح تبلیغ کر سکتے ہیں، جماعت کا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ اور یہی آپ کے دو کام ہیں۔ ایک طرف آپ مربی سلسلہ ہیں اور ایک طرف آپ مبلغ سلسلہ ہیں۔ یہ دونوں کام آپ نے کرنے ہیں۔ اور یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ کے کندھوں پر ڈالی جا رہی ہے۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ اس لئے آج جب آپ نے یہ سند لے لی اور فارغ ہو رہے ہیں تو اس ذمہ داری کے بوجھ کو سمجھتے ہوئے ساری زندگی اُٹھانے کی کوشش کریں۔ آج یہاں سے یہ عہد کر کے جائیں کہ ہم نے اب زندگی میں اپنے آپ کو وہ نہیں رکھنا جو پہلے تھے۔ آج تک تو آپ طالبعلم تھے، سوال پوچھتے بھی تھے، جواب حاصل کرتے تھے، فیل بھی ہوتے تھے، پاس بھی ہوتے تھے لیکن اب جس زندگی میں آپ جا رہے ہیں وہاں آپ مربی بھی بن رہے ہیں۔ تربیت کرنے کی ذمہ داری بھی آپ کی ہے اور دنیا کو صحیح رستے پر چلانے کی ذمہ داری بھی آپ کی ہے۔ اپنوں کے بھی آپ نے حق ادا کرنے اور فرائض نبھانے ہیں اور دوسروں کے بھی، غیروں کے بھی حق ادا کرنے ہیں۔ اور غیروں کا حق اُسی صورت میں ادا ہوتا ہے جب آپ صحیح رنگ میں اُن کو اسلام کا پیغام پہنچائیں گے اور اُس پیغام پر خود بھی عمل کرنے والے ہوں گے۔ پس اس بات کو خاص طور پر ہر مربی کو، ہر مبلغ کو ذہن نشین رکھنا چاہئے۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے عاجزی اور محنت اور دعا کے ساتھ زندگیاں گزارنے کے لئے کہا تھا۔ یہ صرف ایک سال کی بات نہیں ہے۔ ہر مربی کو خاص طور پر، ہر واقفِ زندگی کو خاص طور پر، بلکہ میں اس کے ساتھ اضافہ کروں گا کہ ہر جماعتی عہدیدار کو بھی خاص طور پر اس کو اپنے پلّے باندھ لینا چاہئے اور تا زندگی اس پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس کے بغیر ہم کامیابیاں حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم وہ مقصد حاصل نہیں کر سکتے جس مقصد کے لئے ایک مربی نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے، ایک واقفِ زندگی نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور ایک عہدیدار کے ذمہ بعض ذمہ داریاں لگائی گئی ہیں۔

آپ میں سے بعض وقفِ نَو بھی ہوں گے یا ایک آدھ کے علاوہ تقریباً اکثریت واقفینِ نَو کی ہے جو جامعہ سے فارغ ہو رہے ہیں یا جامعہ میں آتے ہیں۔ آپ خوش قسمت ہیں اور آپ کے ماں باپ خوش قسمت ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کئے تھے، آپ کو وقف کرنے کا جو عہد باندھا تھا، آج اُس کو پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ پس اس لحاظ سے بھی آپ کی یہ ایک اور ذمہ داری بن جاتی ہے کہ آپ نے اپنے ماں باپ کو عہد پورا کرنے سے جو خوشی پہنچائی ہے، آج جو اُن کے احساسات اور جذبات ہیں ان کو ہمیشہ وفا کے ساتھ وقف میں رہتے ہوئے نبھانے کی کوشش کرنی ہے اور اُن کے اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ جب تک آپ وفا کے ساتھ اپنے وقف کو نبھاتے رہیں گے تو ہر دن جو چڑھے گا وہ جہاں آپ کیلئے خوشی کا باعث ہوگا، وہ آپ کے والدین کے عہد کو پورا کرنے والا بھی بن رہا ہوگا اور اُن کے لئے بھی خوشی کا باعث بن رہا ہوگا۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اس عہد کو پورا کر کے آپ بھی اس میں حصّہ دار بن رہے ہیں، جو صرف آپ کا عہد نہیں آپ کے ماں باپ کا عہد بھی ہے، اور ماں باپ کو خوشی پہنچانا بھی بہت بڑی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔

علمی تربیت جیسا کہ میں نے کہا اس کا ایک دور ختم ہو گیا۔ اب علمی تربیت کا دور ختم ہو گیا۔ اب عملی تربیت کا دور شروع ہو گیا اور اس کے لئے آپ کو افریقہ بھی بھیجا گیا تھا، جہاں چند ماہ آپ گزار کر آئے اور کچھ عملی تجربات بھی آپ کو ہوئے۔ اب جیسا کہ میں نے پروگرام بنایا ہے اور آپ کے علم میں ہے کہ آپ کی کلاس اب انشاء اللہ تعالیٰ سپین جائے گی تا کہ مجموعی لحاظ سے ہم سپین میں بھی ایک تبلیغی مہم کا آغاز کر سکیں۔

پس اس سوچ کے ساتھ وہاں بھی آپ نے جانا ہے کہ ہم نے اسلام کا جھنڈا وہاں گاڑنا ہے جو آٹھ سو سال پہلے ہم سے چھینا گیا تھا اور یہ سوچ رکھتے ہوئے جانا ہے کہ جس طرح مسلمانوں نے پہلے دور میں بعض نیکیوں کی وجہ سے اسلام کو وہاں پھیلایا تھا، ٹھیک ہے بعد میں جنگوں کی وجہ سے بھی نفوذ ہوتا رہا لیکن آپ نے اُس سے بڑھ کر محبت اور پیار سے اسلام کو وہاں پھیلانا ہے، اسلام کی تعلیم کو پھیلانا ہے۔ اسلام کا جو غلط تاثر ہے اُس تاثر کو زائل کرنا ہے۔ مہینہ دو مہینے میں تو سارے کام نہیں ہو جاتے لیکن ایک بنیاد آپ وہاں رکھ سکتے ہیں جس پر آگے انشاء اللہ تعالیٰ پھر عمارتیں استوار ہوں گی۔ جو منصوبہ میں نے آپ کو دیا ہے اگر اُس پر عمل ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ بڑے وسیع علاقے میں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچ جائے گا اور سپین کے لئے اس سے

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر287

مکرم حسین المصری صاحب (1)

مکرم حسین المصری صاحب لکھتے ہیں:

میری پیدائش اردن کے شہر ’’المفرق‘‘ میں 1960ء میں ایک مسلمان اور متدین گھرانے میں ہوئی۔ جس میں ہم کل 13 بہن بھائی رہتے تھے۔

میری والدہ اکثر بیان کرتی تھیں کہ انہوں نے دو دفعہ رؤیا میں عیسیٰ علیہ السلام کو نازل ہوتے دیکھا ہے۔ایک دفعہ دیکھا کہ آسمان سرخ رنگ کا ہوکر پھٹ جاتا ہے اور اس میں سے عیسیٰ بن مریمؑ نازل ہوتے ہیں۔ میں خوف سے بلند آواز میں چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیتی ہوں کہ اے اللہ میری مغفرت فرما، اے اللہ مجھے بخش دے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر میری گود میں آ گرتے ہیں اور ایک خوبصورت بچے کی شکل میں مجھے دیکھ کر مسکرانا شروع کر دیتے ہیں۔

والدہ صاحبہ کی ان خوابوں کی وجہ سے نزول عیسیٰؑ کی اہمیت ہم تمام بہن بھائیوں کے ذہنوں میں ہمیشہ اجاگر رہی۔

ابتدائی تعلیم

ہمارے علاقے کے دستور کے مطابق مجھے بھی شروع میں دینی مدرسے میں داخل کروا دیا گیا جہاں میں نے لکھنا پڑھنا سیکھا اور قرآن کریم کے بعض حصے حفظ کئے۔

پھر مدارس سے ہماری جان چھوٹی اور گورنمنٹ کے سکول میں داخلہ ہوا تو ہمیں پتہ چلا کہ علم سکھانے والے لوگ نرم طبع بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ قبل ازیں تو ہمیں دینی مدارس میں بے سروسامانی کے ساتھ ساتھ مولویوں کی شدت پسندی اور ڈراؤنے طور طریقوں سے واسطہ تھا، لیکن گورنمنٹ کے سکول میں بیٹھنے کے لئے بینچ، تختہ سیاہ اور چاک، اور ٹیچرز کے علمی اور قابل احترام تعلیمی طریق کو دیکھ کر پہلی دفعہ اندازہ ہوا کہ تعلیم اتنے اچھے ماحول میں بغیر کسی تکلیف اٹھائے بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔

میں بفضلہ تعالیٰ پڑھائی میں اپنے ہم جماعتوں میں سب سے اچھا تھا۔مطالعہ کا اس قدر شوق تھا کہ میں اپنے معمولی جیب خرچ میں سے بھی کچھ بچا بچا کر مطالعہ کے لئے کتابیں اور رسالے خریدا کرتا تھا۔

غاصبانہ قبضہ کے ایام

1967ء میں عرب اسرائیل لڑائی میں عربوں کو بڑی شکست کا سامنا کرنا پڑا جس کے نتیجے میں القدس الشریف سمیت فلسطین کے کئی علاقے اسرائیل کے قبضے میں آ گئے۔ان ایام میں گو ہم بچے ہی تھے لیکن ہم نے یہ عرصہ ایسے خیالات کے زیر اثر اور ایسے ماحول میں گزارا جس میں عرب مختلف گروہوں کی شکل میں اپنی شکست کو فتح میں بدلنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔انہی خیالات کے زیر اثر پرورش پا کر مَیں جب نوجوانی کی دہلیز پر پہنچا تو میری عمر کے تمام نوجوانوں کا بڑا مسئلہ فلسطین کو غاصبانہ تسلط سے آزاد کرانا تھا۔

امام مہدی۔۔نجات دہندہ!

ایک متدین گھرانے میں پرورش پانے کی وجہ سے میرے ذہن پر امام مہدی کا تصور غالب تھا اور امام مہدی کے بارہ میں مروجہ خیالات کی بنا پر میرا یہی خیال تھا کہ ایسے حالات میں امام مہدی ہی اپنی قائدانہ صلاحیت اور عسکری قوت سے امّت کو نجات کی راہ دکھا سکتا ہے، اور وہی ایک ایسی شخصیت ہو سکتی ہے جو دشمن کی عسکری فوقیت کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر فتح وظفر کے جھنڈے گاڑ سکتی ہے۔

شاید احساسِ شکست ان دنوں اتنا شدید تھا کہ اس سے چھٹکارے کے لئے مجھے بار بار بعثت امام مہدی کا خیال آتا اور میں اکثر سجدوں میں یہ دعا کرتا کہ اے خدا تو جلد امام مہدی کو بھیج دے اور مجھے اس کے لشکر کا سپاہی بننے کی توفیق عطا فرما۔ یہ دعا میرا وردِ زبان بن کر رہ گئی۔

غاصبانہ قبضہ سے اپنے علاقے کو چھڑوانے اور دشمن کو زیر کرنے کے لئے ہم نے بظاہر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر لیا تھا لیکن یہ وقتی ثابت ہوا کیونکہ اسکے بعد مولویوں کے شدت پسندانہ خیالات اور اپنے قبیلہ اور قوم کی طرف میلان، اقرباء پروری اور علاقائی عصبیت نے ایک گروپ کے درمیان کئی گروپ تشکیل دے دیئے۔میں نے اس صورتحال کو کچھ دیر تو برداشت کیا لیکن اس کے ساتھ جینا مشکل تھا بالآخر دلبرداشتہ ہو کر مَیں نے ان تمام احزاب سے مکمل طور پر کنارہ کشی اختیار کر لی حتٰی کہ مسجد جانا بھی ترک کر دیا۔ دینی ماحول میں پرورش پانے والے ایک نوجوان کے لئے یہ حالت کسی موت سے کم نہ تھی لیکن میرے پاس اور کوئی راستہ نہ تھا۔

مطالعۂ انجیل

میرے بعض عیسائی دوست بھی تھے جن کے ساتھ میرا پیار محبت کا اچھا تعلق تھا۔مولوی حضرات نے بارہا مجھے ان دوستوں سے قطع تعلق کا مشورہ دیا تھا لیکن میں ایسا نہ کر سکا۔ اب مسجد اور اہل مسجد سے تعلق ٹوٹا تو مَیں اپنے عیسائی دوستوں کے پاس چلا آیا اور اپنا زیادہ تر وقت ان کے ساتھ گزارنے لگا۔ میرے ان دوستوں میں سے ایک کی والدہ بڑی پکّی عیسائی تھی اور باقاعدگی سے کتابِ مقدس کا مطالعہ کرتی تھی۔ ہم جس کمرے میں بیٹھا کرتے تھے اس میں بھی بائبل کا ایک نسخہ پڑا ہوا تھا۔ ایک دن میں نے اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ میری دلچسپی دیکھتے ہوئے میرے عیسائی دوستوں نے مجھے بھی ایک نسخہ تحفہ دے دیا۔

میں نے روزانہ ہی انجیل کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھنا شروع کر دیا اور اس کی بعض عبارتوں سے بہت متاثر ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم سے مجھے عشق تھا لیکن حضرت مسیح کی زبان سے جاری ہونے والی محبت، رواداری اور امن وسلامتی سے متعلق تعلیم نے بھی مجھے بہت متاثر کیا۔ مَیں یہ پڑھ کر قرآن کریم کی تعلیمات پر غور کرتا تو اس میں انجیل سے کہیں بہتر تعلیم پاتا لیکن جب کسی تفسیر کی کتاب کھولتا یا اس تعلیم کے بارہ میں کسی مولوی سے پوچھتا تو میری ساری خوش فہمی ہوا ہو جاتی کیونکہ یا تو وہ آیت ہی منسوخ ہوتی یا جو مفہوم مجھے بتایا جاتا وہ اس مفہوم سے یکسر مختلف ہوتا جو مجھے سمجھ آیا تھا۔

بادلِ نخواستہ قرآنی اور انجیلی تعلیمات کے موازنہ کو چھوڑ کر مَیں نے کتاب مقدس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پیشگوئیوں اور اس تعلیم کی تلاش شروع کر دی جس کے بارہ میں قرآن نے فرمایا ہے کہ وہ اس کی تصدیق کرنے والا ہے۔ پھر اس بارہ میں میری عیسائی دوستوں سے بات چیت بھی ہونے لگی اور بعض اوقات ساری ساری رات انہی بحثوں میں گزر جاتی۔

میرے علماء کا جواب

ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتا اور محبت اور احترام کی فضا میں یہ باتیں ہوتی رہیں حتی کہ اسلامی تاریخ اور کتبِ تفاسیر میں آنے والے بعض قصوں اور واقعات کے بارہ میں اعتراضات ہونے لگے۔ ان میں سے بعض ایسے بے سروپا اور غیر معقول واقعات تھے جنہیں میں اپنی فطری فہم کے مطابق غلط سمجھتا تھا، لیکن جب اپنے علماء سے اس بارہ میں راہنمائی حاصل کی تو انہوں نے نہ صرف ان قصوں اور رواقعات کو درست قرار دیا بلکہ ان کے دفاع کے لئے اپنی طرف سے اکلوتی قاطع دلیل دے کر میرا منہ بند کر دیا۔ وہ دلیل یہ تھی کہ إِنَّ اللّٰـهَ عَلٰى كُلِّ شَىءٍ قَدِيْر۔ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عیسیٰؑ اور نجات

ایسے تمام امور میں حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ نے مجھے سب سے زیادہ پریشان کیا۔ایک طرف تو عیسائیوں کے ساتھ بات کرتے وقت مجھے اس موضوع پر شدید خفّت کا سامنا کرنا پڑتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو آسمانوں میں زندہ بیٹھے ہیں جبکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اسی زمین میں مدفون ہیں۔ دوسری طرف جب ہم امّتِ مسلمہ کی مشکلات کے حل اور بیماریوں کے علاج کے بارہ میں غور کرتے تو پتہ چلتا کہ اس کا تعلق نزولِ مسیح سے ہے جو امام مہدی کے ساتھ مل کر اس امّت کو ہزیمت کی گہرائیوں سے نکال فتح کی بلندیوں پر لے جائے گا۔مَیں اس پر غور کرتا تو دل میں کہتا کہ جب اسلام ہی اب تمام دنیا کے لئے آخری دین ہے اور اسے بچانے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام نے تشریف لانا ہے تو پھر عیسائیوں کی بات درست معلوم ہوتی ہے کہ دنیا کی نجات حضرت عیسیٰ سے وابستہ ہے۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم شان اور بلند مرتبہ کے پیش نظر یہ بات میری عقل وفطرت قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔اس کے جواب کے لئے میں نے ہر وہ کتاب پڑھ ڈالی جس میں مجھے اس بابت کچھ بھی معلومات ملنے کی توقع تھی لیکن میرے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات کے تسلی بخش جواب نہ مل سکے۔اس کے بعد میری جستجو کا رُخ ایک ایسی جماعت کی تلاش کی طرف ہو گیا جس میں شاید مجھے میرے سوالوں کا جواب مل جائے، جس کے ظاہر وباطن میں تضاد نہ ہو، جو اسلامی تعلیمات پر صرف ایمان ہی نہ رکھتی ہو بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اس پر عمل کرنا بھی جانتی ہو۔

بحرین۔۔ایک عجیب دنیا

1979ء میں ہمارے مالی حالات کافی خراب تھے اسی عرصہ میں میرے بھائی کے بعض عیسائی دوستوں نے اسے امریکہ کے سفر کے لئے ضروری کاغذات ارسال کئے اور اس نے تیاری شروع کر دی۔ میں اس بارہ میں کافی جذباتی تھا کیونکہ امریکہ کا سفر ایک خواب تھا جس کے پورا ہونے کا وقت آنے والا تھا کیونکہ اپنے بھائی کے بعد میں نے بھی اس کے پاس ہی جانا تھا۔

بالآخر جب تمام کارروائی کے بعد میرے بھائی کے سفر کا وقت آ گیا اور گھر والے اس کے الوداع کی تیاری کر رہے تھے عین اس وقت والد صاحب آنسو پونچھتے ہوئے نمودار ہوئے اور فرمایا کہ بیٹے امریکہ کی بجائے تم بحرین چلے جاؤ۔ان کے ایسا کہنے کی وجہ یہ تھی کہ اسی وقت اتفاقاً بحرین سے بھی ہمارے کسی عزیز نے بھائی کی نوکری کے کاغذات ارسال کئے تھے۔ بھائی نے والد صاحب کی اطاعت کرتے ہوئے امریکہ کی بجائے بحرین کا سفر اختیار کیا اور اس کے بعد میں بھی وہیں اس کے پاس چلا گیا۔ وہاں جا کر میں نے عجب رنگ دیکھا۔ بحرین کے لوگ تفریح اور لہو ولعب کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ ان کے ساتھ دیگر عرب ممالک خصوصًا اردن کے نوجوان بھی اسی ڈگر پر تھے۔ یہاں کے لوگوں کی زندگی میں میں نے عجیب تضاد دیکھا۔ایک طرف تو نمازوں کی پابندی کرتے اور جمعہ کی نماز بھی بڑے اہتمام کے ساتھ ادا کرتے تھے جبکہ دوسری جانب شام کو ٹولیاں بنا کر سمندر کے کنارے اور پارکوں میں وقت گزارتے یا ہوٹلوں کا رخ کرتے اور لہو ولعب کے کلبوں میں جاتے۔انہیں شاید کھانے پینے، گانے بجانے، فضول گوئیوں اور فٹ بال کی ٹیموں کی جیت اور ہار کے قصوں کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہ تھا۔ لیکن الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے اپنی خاص عنائت سے مجھے ہر قسم کے انحراف سے محفوظ رکھا اور اپنی قدرت سے ہدایت کے راستہ کی طرف بڑھتے رہنے کی توفیق عطا فرمائی۔

عالمِ صغیر

بحرین کی اکثریت شیعہ ہے۔ ان سے میل جول بڑھا تو مجھے ان کے بارہ میں ایسی باتوں کا علم ہوا جن کے بارہ میں کبھی پڑھا بھی نہ تھا۔سب سے بڑی بات یہ تھی کہ امام مہدی کے بارہ میں بے شمار احادیث اور پیشگوئیاں اور معین علامات کو شیعوں نے اپنی کتب میں بڑی تفصیل کے ساتھ درج کیا ہے۔شیعہ کے علاوہ اس وقت بحرین میں یہودی، عیسائی، ملحد، بدھ مت، ہندو، سکھ، علوی، دروزی، بہائی اور کمیونسٹ وغیرہ سب ہی تو موجود تھے اور حیرت انگیز بات یہ تھی کہ سب کے مابین ایک عجیب ہم آہنگی تھی۔ اس اعتبار سے بحرین ایک عالمِ صغیر کا نمونہ تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ یہاں مختلف عقائد، افکار اور خیالات رکھنے والے بہت سے لوگوں کے ساتھ ملنے اور تبادلہ خیالات کرنے کی وجہ سے میری معلومات بہت وسیع ہوئیں لیکن امام مہدی کے لشکر کا ایک سپاہی بننے والی دعا میرے دل ودماغ پر چھائی رہی بلکہ شدت اختیار کرتی چلی گئی۔ مگر ہر بار مجھے اس عقدہ کا سامنا رہا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور زمین میں مدفون ہیں لیکن عیسیٰ علیہ السلام زندہ اور آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بات مجھے ایک بند راستے پر لا کھڑا کرتی تھی جس کے بعد مَیں اپنے سوالوں کے جواب دینے والی کسی جماعت کی تلاش کرنا شروع کر دیتا تھا۔

(باقی آئندہ)

قرآن کو دستور العمل بناؤ۔ دین کو دنیا پر مقدم کرو

تقریر فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ 25 ؍دسمبر 1912ء

برموقعہ جلسہ سالانہ، بعد نماز ظہر، بمقام مسجد اقصیٰ قادیان

قسط نمبر 3

ہمارے بزرگوں کے مکانات عرب میں بھی ہوں گے کیونکہ وہ عرب سے آئے تھے پھر انہوں نے بلخ میں کابل میں مکانات بنائے۔ پشاور اور یوسف زئی کے علاقہ میں وہ رہے پھر لاہور میں قصور میں مکانات بنائے۔ پھر کھنی وال (علاقہ بہاولپور) اور میانوالی سکونت اختیار کی۔ بھیرہ میں خود میں نے اپنے ہاتھ سے مکانات بنائے۔ ان سب مقامات میں ہمارے مکانات تھے پھر یہاں (قادیان) بھی میں نے مکانات بنائے پھر کیا ان مکانوں کو میں سر پر اٹھا کر لے جاؤں گا؟ مومن دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے دنیا کو مقدم نہیں کرتا۔ یہ معاہدہ کرنا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا اور جب معاملہ پڑے یا کوئی مقدمہ آ جائے تو دنیا کو مقدم کرلیا۔ بھلا یہ معاہدہ ہی کیا ہوا؟

قرآن شریف میں ورثہ کا بیان فرماتے ہوئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ۔ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا۔ وَ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْھَا، وَ لَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ (النساء: 14، 15) یہ میری حد بندی ہے جو میری حد بندی پر نہ چلے گا میں اس کو ذلیل کر دوں گا۔

اب اپنے اپنے گاؤں کے حالات پر غور کرو۔ عورتوں کو حقوق کس قدر دیئے جاتے ہیں۔ تم لوگ اکثر عورتوں کو حصہ نہیں دیتے۔ عورت کی بھلائی کا قانون سوائے قرآن کریم کے اور کہیں دنیا میں ہے ہی نہیں۔ میں نے بڑے بڑے واقف کاروں سے پوچھا ہے لنڈن میں بھی عورتوں کی بھلائی کا کوئی قانون نہیں نکلا۔ ایک خاوند نہ چھوڑنا چاہے، نہ رکھنا چاہے اب عورت مجبور ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہ نان ونفقہ کی ڈگری حاصل کرے پھر اس ڈگری کا اجرا کرانا دشوار۔ میں نے بڑی کوشش اور تلاش کے بعد بھی کوئی قانون ایسا نہیں دیکھا جس میں عورتوں کے حقوق کا لحاظ کیا گیا ہو۔ قرآن کے قاعدے خود مسلمانوں نے ہی چھوڑ دیئے ہیں۔ لَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ (البقرۃ: 229) عورت کی بہتری کے سامان اسی قدر ہیں جس قدر تمہارے۔

ایک عورت مجھ سے کہنے لگی آپ کے قاعدے کے موافق آدھا مال خاوند کا ہے اور آدھا بیوی کا مگر اب تو تمام گھر کی مالک میں ہی ہوں۔ میں نے کہا کبھی تمہارے میاں تم پر ناراض بھی ہوئے ہیں۔ کہا ہاں ایک مرتبہ ناراض ہوئے تھے۔ چوٹی پکڑ کر گھر سے باہر نکال دیا تھا۔ میں نے کہا کبھی تم نے بھی اس کو گھر سے نکال دیا ہے یا تم صرف حفاظت ہی کرتی ہو اور دخل کچھ بھی نہیں۔ کہنے لگی ہاں اب سمجھ گئی ہوں۔ ہمارے ملک والوں نے عورت کا نام جوتی رکھا ہے حق وراثت میں کوئی حصہ اس کے لئے قائم نہیں۔

ایک عورت نے مجھ کو خط لکھا کہ مہدی بھی آیا، مسیح بھی آیا بتاؤ ہم کیوں مانیں اس نے ہمارا کیا کام کیا؟ میں نے اس کو لکھا کہ مسیح علیہ السلام قرآن کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اس نے لکھا کہ میرا خاوند قسم کھاتا ہے کہ میں تم کو کبھی سکھ کی حالت میں نہ دیکھوں گا۔ میں نے حضرت صاحب سے عرض کیا آپ ہنس پڑے اور کہا کہ لوگ قرآن مانیں۔ میں نے اس عورت کو لکھ دیا کہ تم چالیس دن سچی استغفار اور توبہ کرو یا وہ مر جائے گا یا تمہارا چھٹکارا ہو جائے گا۔ اللہ جلشانہ نے تمہارے لئے ایسا واعظ بھیجا کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ ہم نے لوگوں کے کفر کے فتوے بھی اپنے اوپر لئے پھر بھی اگر تمہارے معاملات صاف نہیں تو تم نے دین کو دنیا پر مقدم کہاں کیا۔

ایک اور مشکل پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ جو لوگ معاہدہ کر کے خلاف کرتے ہیں ہم نے ان کی یہ سزا رکھی ہے کہ وہ منافق ہو کر مرتے ہیں اب ہم نے بھی تو اتنا بڑا معاہدہ (اقرار بیعت) کیا ہے۔ میرا دل نہیں چاہتا کہ ہماری جماعت میں منافق ہوں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میری بات کے سننے والے عمل کرنے والے ہوں، یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ منافق اکٹھے ہو جائیں۔ میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مَالًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ (ھود: 30) بلکہ اس عہدہ پر آ کر مجھ کو خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے جو پہلے نہیں ہوتا تھا۔ ایک سائل آتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں ابھی جاتا ہوں اور میرے پاس خرچ سفر نہیں۔ اب میں اس سے یہ کہاں کہہ سکتا ہوں کہ میری چٹھی بنام انجمن لے جاؤ۔ انجمن کہے گی مہینہ کے بعد ہمارا اجلاس ہوگا۔ پھر بڑے اہلکار چھوٹے اہلکاروں کے نام حکم لکھیں گے اور اس طرح اس کی تعمیل میں مہینے گزر جائیں گے اور وہ فوراً رخصت ہونا چاہتا ہے۔ میں نے اس دکھ کو بڑا محسوس کیا ہے۔ جب دنیا کے لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نے تم کو نمبردار بنایا ہے۔ آپ کا ماہوار خرچ کیا ہوگا؟ میں نے کہا اے مولیٰ! تو نے مجھے کبھی کسی کا محتاج نہیں بنایا اور موت کے قریب بندوں کا محتاج بناتے ہو؟ مجھ کو بڑا مزہ آیا جب کہ میں نے ایک آدمی سے کچھ مانگا۔ چند عرصہ کے بعد اس نے کہا میں تو بھول ہی گیا میرا ایمان بہت بڑھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا ہی فضل کیا ہے اور وہاں سے رزق دیا جہاں سے میرا وہم وگمان بھی نہ تھا۔ باقی یہ کہ میں دو چار عربی کے فقرے اور ضرب المثلیں بیان کروں اس کی ضرورت نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کرو، لالچ، دغا، شرارت بالکل نہ کرو۔

قرآن کا سمجھنا بڑا ضروری ہے سمجھ کر اس پر عمل کرنا اور جناب الٰہی سے دعا مانگنا کہ اسی پر خاتمہ بالخیر ہو۔ یورپ میں بہت کتابیں نکلی ہیں کہ اگر نمونہ کے طور پر صرف ان کے ٹائٹل پیج کیا اگر ان کے ناموں کی فہرست بھی پڑھنا چاہیں تو طاقت نہیں۔ ان سب کے بالمقابل قرآن شریف کو پڑھو۔ یہ سب پر غالب اور سب سے بڑھ کر رہے گا۔ اس کتاب قرآن کریم کا ایک نمونہ دنیا میں آیا۔ اس کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اس نے قرآن کریم پر عمل کر کے دکھا دیا کہ اس پر عمل کرنا انسان کی طاقت سے باہر نہیں۔ پھر آپ ہی عمل نہیں کیا بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی عمل کرا کر دکھا دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا مسجد کے قریب سے گزر ہوا اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے۔ آپ نے لوگوں کو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے گلی میں اس آواز کو سنا وہیں بیٹھ گئے۔ کسی نے پوچھا یہ کیا کیا؟ آپ نے کہا شاید مسجد میں جانے تک جان نکل جائے اور حکم کی تعمیل رہ جائے۔ کیا فرمانبرداری تھی۔

پھر اس فرمانبرداری کے ساتھ ایک دعویٰ بھی ہے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (اٰل عمران: 32) اگر تم اللہ تعالیٰ کے پیارے بننا چاہتے ہو تو تم میرے تابع ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم سے پیار کرے گا اللہ تعالیٰ کا محبوب بن کر انسان کو ذلت ورسوائی اور ناکامی نہیں ہو سکتی اور آدمی ذلیل ترین کبھی نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا اتباع نبی کریم پر منحصر ہے اور وہ اتباع انسان کر سکتا ہے۔ اس اتباع کے لئے صحابہ کرام کا نمونہ موجود ہے اور تم سب کر سکتے ہو۔ میں نے بارہا قرآن کریم اس غرض سے پڑھا ہے کہ اس میں کوئی ایسا بھی حکم ہے جس پر ہم عمل نہیں کر سکتے۔ مگر میں نے کوئی قرآنی حکم ایسا نہیں دیکھا جس پر عمل کرنا دشوار ہو۔

قرآن کریم کے خلاف عمل کرنے میں روپیہ بھی زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی فرمانبرداری میں روپیہ بھی زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔ امریکہ جانے کا خرچ، پیرس، جرمن، لنڈن جانے کا خرچ اور اس کے مقابلہ میں مکہ جانے کا خرچ دیکھو۔ نماز کے خرچ اور اُسترے کے خرچ کا مقابلہ کرو۔ روزے اور شراب کے خرچ کا مقابلہ کرو پتا لگ جائے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں انسان جناب الٰہی کا محبوب بن سکتا ہے۔ مجھ کو آج تک کوئی بات ایسی نظر نہیں آئی کہ جناب الٰہی یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری میں تکلیف ہو۔

ابھی چند روز ہوئے میں نے ایک کتاب پڑھی اس میں چوہڑوں کا نام حلال خور پڑھ کر قریب تھا کہ میری چیخ نکل جاتی۔ چونکہ مسلمان سود خوار جعلسازی سے حرام کھانے والے، جھوٹ سے حرام کھانے والے ہر قسم کے حرام خور بن گئے اور وہ تو ایک ہی حرام کھاتے ہیں اس لئے ان کا نام حلال خور رکھا۔

دَین مہر کے ایک مقدمہ میں وکیل نے مہر معجّل کی جگہ مہر موجل اور موجل کی جگہ معجّل پڑھ کر قانون میں دکھا دیا۔ انگریزی پڑھے ہوئے آدمی دونوں لفظوں میں مشکل سے فرق سمجھ سکتے ہیں۔ آخر جج دھوکا کھا گیا اور غلط فیصلہ لکھ دیا۔ باہر نکل کر ایک آدمی نے اس وکیل سے کہا کہ یہ تو تم نے بڑا دھوکا دیا۔ وہ کہنے لگا یہی تو ہمارا کمال ہے۔

ایک شخص میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ فلاں خاندان میں مقدمات ہونے والے ہیں آپ کوشش کر دیں کہ فلاں وکیل فلاں جانب پیروی کرے۔ میں نے مقدمات کا حال سنا کہ ماں بیٹے میں جھگڑا ہونے والا ہے۔ میں نے کہا کہ جب ماں بیٹے کا معاملہ ہے تو مقدمات کی ضرورت ہی کیا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ مقدمہ تو ہم ضرور کرا دیں گے مگر اندیشہ صرف اس قدر ہے کہ محنت تو ہم کریں اور پھل کوئی اور کھا جائے۔ میں نے کہا کہ بس اب پھر میرے پاس نہ آنا۔ کہنے لگا کہ یہ تو ہم شرط باندھ کر کہتے ہیں کہ ضرور لڑا دیں گے۔

دیکھو تو سہی کیسے مشکلات ہیں دین کو دنیا پر مقدم کرنا کس قدر دشوار ہے، نفاق کس قدر بڑھ گیا ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: رپورٹ مثالی وقارِ عمل ناروے از صفحہ نمبر 14

عمل کو جو وہ نئے سال کے موقع پر آتشبازی کی باقیات اکٹھی کر کے گردونواح کے ماحول کو صاف کرتی ہے ہم میں سے ہر ایک کے لئے inspiration ہونی چاہئے۔ فروگنر پارک میں Tv-2 نے لائیو خبر نشر کی اور ایک چھوٹے ہیلی کاپٹر سے وقار عمل کی تصاویر اُتاریں۔

تھونس برگ جماعت کی خبر اخبار Fvn میں شائع ہوئی اور اِن الفاظ میں اظہار تشکر پیش کیا کہ یہ لوگ صفائی کر رہے تھے جبکہ آپ سو رہے تھے، ایسے ہی الفاظ NRK کی نشریات میں بیان کئے گئے۔ ”یہ لوگ صفائی کر رہے تھے جب کہ اوسلو سویا ہوا تھا“۔

جماعت احمدیہ ناروے ہر سال مثالی وقار عمل کرتی ہے۔ ناروے کے طول وعرض میں اخبارات اور ٹی وی کے ذریعہ حب الوطن من الایمان کا پیغام پہنچتا ہے۔ گزشتہ دس سالوں سے یہ احسن کام جاری ہے۔

☆......☆......☆

ایک نادر نسخہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ہمارے ملک میں وبائی امراض کے کیڑوں سے صاف پانی کا ہر جگہ انتظام نہیں ہے بلکہ اکثر جگہ نہیں ہے اس قسم کی بیماریوں سے جو اس غفلت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں سب سے اچھی اور سستی تدبیر یہ ہے کہ آپ پانی ابال کر پیا کریں اور جب تک کوئی اور تدبیر نہ آ جائے اس تدبیر پر عمل پیرا رہیں۔ اگر آپ پانی ابال کر پیئیں گے تو چین کی طرح معدہ اور انٹریوں کی بیماریوں سے آپ قریباً محفوظ ہو جائیں گے۔ قریباً اس لئے کہ وہاں چین میں اللہ کا خانہ تو خالی ہے۔ وہ تو اگر کسی کو تکلیف پہنچانا چاہے تو پہنچائے گا۔ پانی کے ذریعہ نہیں پہنچائے گا تو کسی اور ذریعہ سے پہنچائے گا۔ یا خود پانی کو حکم دے گا۔ ایسے کیڑے پیدا کرے گا جو ابلنے کے باوجود زندہ رہیں گے لیکن مَیں عام اصولِ خداوندی بیان کر رہا ہوں کہ پانی ابالنے سے (اچھے دو چار اُبالے آ جائیں تو) کیڑے مر جاتے ہیں۔ لیکن اکثر لوگوں کو بغیر ابلا پانی پینے کی عادت ہے۔ اس واسطے جب آپ پانی کو اُبال کر ٹھنڈا کر کے چھوٹے گھڑے میں رکھیں گے تو بالکل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ لیکن اس کا مزا بک بکا ہوگا۔ ممکن ہے بعض زمیندار کہہ دیں کہ کیا مشکل ڈال دی ہے۔ اسے پرے پھینکو۔ اس قسم کا اظہار پہلے پہل چین میں بھی کیا گیا تھا تاہم ان کو ہم سے پہلے خیال آیا حالانکہ ہمیں پہلے خیال آنا چاہئے تھا۔ بہرحال انہوں نے پانی میں تھوڑی سی سبز چائے کی پتی ڈال دی۔ اس سے پانی میں موتیا رنگ آ جاتا ہے اور اس کا بک بکا پن دور ہو جاتا ہے اور اس میں چائے کی ہلکی سی لذت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اب چین کے لوگ یہی سبز چائے کا قہوہ پیتے ہیں۔ میں نے ایک رسالہ میں پڑھا ہے کہ وہاں پیٹ کی بیماری نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لئے آپ بھی اُبلا ہوا پانی استعمال کیا کریں۔ کیوں بیمار ہو کر اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اور اپنے اوپر یہ ابتلاء لاتے ہیں کہ زندگی میں کئی لمحات ایسے بھی آ سکتے ہیں جن میں آپ خود کو نیکیوں کے کام کرنے سے محروم کر دیں۔“

”......بہرحال یہ بھی ایک تدبیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر تدبیر اس لئے بنائی ہے کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اگرچہ اُسی کا حکم چلتا ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن اُس کا یہ بھی حکم ہے کہ میری اس دنیا میں تدبیر کرو۔ اس لئے مَیں اس قہوے کی شکل میں گرم پانی پیتا ہوں۔“

(ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اختتامی خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ 19 نومبر 1971ء)

خطبہ جمعہ

تقویٰ پر چلنا، اپنے اعمال کی اصلاح کرنا، اپنے ایمان کے معیار بلند کرنا، یہ باتیں کوئی معمولی باتیں نہیں ہیں۔ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے تو اُس کی توقعات پر پورا اترنے کے لئے ہمیں پوری طرح سعی و کوشش کرنی چاہئے۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو ہمیں انجام دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور ہر بدی سے ہمیں مکمل طور پر نفرت کا اظہار کرنا چاہئے۔ محبت، پیار اور اخوت کو بڑھانے کی ہمیں ضرورت ہے۔ ہمیں ایک دوسرے کا مددگار بننے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم اپنی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔

(عملی اصلاح کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گہری فکر اور آپؑ کی پُر درد نصائح کا تذکرہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام پر اعتراض کا جواب حضور علیہ السلام کی بیان فرمودہ تشریحات کی روشنی میں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 07 فروری 2014ء بمطابق 07 تبلیغ 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

راہِ ہدیٰ پروگرام جو ہر ہفتے کو ایم ٹی اے پر شام کے وقت آتا ہے جس میں مختلف موضوعات پر ہمارے علماء اور مربیان بات چیت کرتے ہیں اور لائیو کالز کے ذریعہ سے سوال جواب بھی ہوتے ہیں جس میں غیر از جماعت احباب بھی سوال کرتے ہیں۔

گزشتہ ہفتے کے پروگرام کا کچھ حصہ دیکھنے کا مجھے موقع ملا تو اُس وقت ایک غیر از جماعت کا سوال پیش ہو رہا تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام کے حوالے سے یہ سوال کر رہے تھے، بلکہ ایک رنگ میں اعتراض ہی تھا۔ تمہید بھی اس طرح باندھی کہ قرآنِ کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے، بعد اس کے احادیث ہیں پھر اسی طرح بزرگوں کا کلام ہے۔ اُن سب کو جب ہم دیکھتے ہیں تو اُن میں آپس میں ربط نظر آتا ہے لیکن یہ الہام پیش کرنے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ اس میں ربط نہیں یا ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ بہرحال ایک اعتراض کا رنگ تھا، اور اگر اُن کی نیت اعتراض کی نہیں بھی تھی تو سوال کی ٹون (Tone) ایسی تھی کہ لگتا تھا اعتراض ہے۔

الہام یہ تھا کہ ’’دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْب۔ فِیْ شَآئِلٍ مِقْيَاسٍ‘‘۔ پھر آگے انگریزی کا حصہ ہے، ’’دن وِل یو گو ٹو امرت سر‘‘ (Then will you go to Amritsar)۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 559۔ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

اس کا جواب تو اپنے انداز میں جواب دینے والوں نے مختصراً دیا۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ اس کی تفصیل جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہے، وہ بتانی ضروری ہے۔ کیونکہ شاید دوسرے معترضین بھی اور کم علم بھی یا کم علم رکھنے والے ہمارے نوجوان سوال کرنے والے کے انداز سے متاثر ہوں یا پھر تفصیل چاہتے ہوں۔ راہِ ہدیٰ پروگرام میں اس طرح کے اور سوال بھی غیر از جماعت جو افراد ہیں کرتے رہتے ہیں جس کا بعض دفعہ اُسی وقت علماء جواب دے دیتے ہیں، بعض دفعہ اگر جواب تفصیل چاہتا ہو تو اگلے پروگرام میں دیا جاتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ جو اعتراض اور سوال اُٹھتے ہیں اُن میں سے ہر ایک کا اپنے خطبات میں جواب دینا شروع کر دوں۔ تاہم اس کی تفصیل مَیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ گزشتہ جمعوں میں جو خطبات کا سلسلہ جاری تھا اُن میں مَیں نے یہ بھی کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات ہمارے ایمان میں اضافے اور غیروں کے منہ بند کرنے کے لئے اس قدر تعداد میں موجود ہیں کہ شاید اس کا عشرِ عشیر بھی غیروں کے پاس نہ ہو۔ جس بات کو یا الہام کو ان صاحب نے ہنسی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے، وہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہینِ احمدیہ میں اپنے نشان کے طور پر پیش فرمائی ہے۔ اسی طرح تذکرہ میں بھی اس کا ذکر ہے اور کافی تفصیل سے ذکر ہے۔

بہرحال سوال کرنے والے کے سوال سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اُس نے جو سوال یا اعتراض ہے وہ کم از کم ’’تذکرہ‘‘ پڑھ کر کیا ہے۔ لیکن سیاق و سباق یا پڑھا ہے یا جان بوجھ کر اُس میں اُس کو ذکر نہیں کیا تاکہ الجھن میں ڈالا جائے۔ براہینِ احمدیہ میں بھی اسی طرح ہے۔ تقریباً یہی مضمون ہے اور وہ بہرحال انہوں نے نہیں پڑھی ہوگی۔ کیونکہ وہ تو ایسی کتاب ہے جو بڑی توجہ سے پڑھنے کی ضرورت ہے اور میرا نہیں خیال کہ ان میں یہ صلاحیت ہو۔ بہرحال اصل حوالہ پیش ہے۔ یہ 1882ء کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’کچھ عرصہ گزرا ہے کہ ایک دفعہ سخت ضرورت روپیہ کی پیش آئی۔ جس ضرورت کا ہمارے اس جگہ کے آریہ ہم نشینوں کو بخوبی علم تھا...... اس لئے بلا اختیار دل میں اس خواہش نے جوش مارا کہ مشکل کشائی کے لئے حضرتِ احدیت میں دعا کی جائے تا اس دعا کی قبولیت سے ایک تو اپنی مشکل حل ہو جائے اور دوسری مخالفین کے لئے تائیدِ الٰہی کا نشان پیدا ہو۔ ایسا نشان کہ اس کی سچائی پر وہ لوگ گواہ ہو جائیں۔ سو اسی دن دعا کی گئی اور خدائے تعالیٰ سے یہ مانگا گیا کہ وہ نشان کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے۔ تب یہ الہام ہوا۔ ’’دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْب۔ فِیْ شَآئِلٍ مِقْيَاسٍ۔ دن وِل یُو گوٹُو امرت سر۔ (Then will you go to Amritsar)۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود ہی تشریح فرمائی) یعنی دس دن کے بعد روپیہ آئے گا۔ خدا کی مدد نزدیک ہے۔ اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دُم اٹھاتی ہے تب اس کا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مددِ الٰہی بھی قریب ہے۔ اور پھر انگریزی فقرہ میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امرتسر بھی جاؤ گے۔ تو جیسا اس پیشگوئی میں فرمایا تھا ایسا ہی ہندوؤں یعنی آریوں مذکورۂ بالا کے رُو برو وقوع میں آیا۔ یعنی حسب منشاء پیشگوئی دس دن تک ایک خرمہرہ نہ آیا‘‘ (یعنی ایک کوڑی بھی نہ آئی) ’’اور دس دن کے بعد یعنی گیارھویں روز محمد افضل خان صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سو دس روپیہ بھیجے اور بیست روپیہ (بیس روپے) ایک اور جگہ سے آئے اور پھر برابر روپیہ آنے کا سلسلہ ایسا جاری ہو گیا جس کی امید نہ تھی۔ اور اسی روز کہ جب دس دن کے گزرنے کے بعد محمد افضل خان صاحب وغیرہ کا روپیہ آیا۔ امرتسر بھی جانا پڑا۔ کیونکہ عدالتِ خفیفہ امرتسر سے ایک شہادت کے ادا کرنے کے لئے اس عاجز کے نام اسی روز ایک سمن آ گیا۔‘‘

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 561-559۔ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

تو یہ تھا اس الہام کا پورا حصہ اور اس کی background۔ اس کے آگے پھر ایک جگہ ایک اور حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید وضاحت بھی فرمائی ہے جس میں اس کے علاوہ ایک اور نشان کا بھی اظہار ہے۔ فرمایا کہ:

’’کچھ عرصہ ہوا۔...... ایک صاحب نور احمد نامی جو حافظ اور حاجی بھی ہیں بلکہ شاید کچھ عربی دان بھی ہیں اور واعظِ قرآن ہیں اور خاص امرتسر میں رہتے ہیں، اتفاقاً اپنی درویشانہ حالت میں سیر کرتے کرتے

یہاں بھی آ گئے۔...... چونکہ وہ ہمارے ہی یہاں ٹھہرے اور اس عاجز پر انہوں نے خود آپ ہی یہ غلط رائے جو الہام کے بارہ میں اُن کے دل میں تھی، مدعیانہ طور پر ظاہر بھی کر دی۔ اس لئے دل میں بہت رنج گزرا‘‘۔

غلط رائے کا جو حوالہ ہے وہ یہ ہے کہ اُن کے ایک استاد مولوی صاحب تھے جن کے نام کا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ میں ذکر کیا ہوا ہے وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اُنہیں الہامِ اولیاء اللہ کے بارے میں شک تھا۔ تو یہ نور احمد صاحب بھی اُن سے متاثر تھے۔ اس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ الہام کے بارے میں اُن کو کچھ شکوک تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’ہر چند معقولی طور پر سمجھایا گیا، کچھ اثر مترتب نہ ہوا‘‘۔ (کوئی اثر نہ ہوا)۔ ’’آخر توجہ اِلی اللہ تک نوبت پہنچی‘‘۔ (پھر یہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے)۔ اور اُن کو قبل از ظہورِ پیشگوئی بتلایا گیا کہ خداوند کریم کی حضرت میں دعا کی جائے گی۔ کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعا بپایۂ اجابت پہنچ کر کوئی ایسی پیشگوئی خداوند کریم ظاہر فرماوے جس کو تم بچشمِ خود دیکھ جاؤ۔ سو اُس رات اِس مطلب کے لئے قادرِ مطلق کی جناب میں دعا کی گئی۔ علی الصباح بنظرِ کشفی ایک خط دکھلایا گیا‘‘ (کشفی حالت میں ایک خط دکھلایا گیا) ’’جو ایک شخص نے ڈاک میں بھیجا ہے۔ اس خط پر انگریزی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ آئی ایم کوَرلر (I am quarreler)۔ اور عربی میں یہ لکھا ہوا ہے۔ هٰذَا شَاهِدٌ نَزَّاغٌ۔ اور یہی الہام حکایتاً عن الکاتب القا کیا گیا اور پھر وہ حالت جاتی رہی۔ چونکہ یہ خاکسار انگریزی زبان سے کچھ واقفیت نہیں رکھتا، اِس جہت سے پہلے علی الصباح میاں نور احمد صاحب کو اس کشف اور الہام کی اطلاع دے کر‘‘، (یعنی وہی شخص جن کو کچھ شکوک تھے کہ اولیاء اللہ کے الہامات جو ہیں یہ باتیں ہی ہیں، کہتے ہیں اُن کو کشف اور الہام کی اطلاع دے کر) ’’اور اس آنے والے خط سے مطلع کر کے پھر اسی وقت ایک انگریزی خوان سے اس انگریزی فقرہ کے معنے دریافت کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اُس کے یہ معنے ہیں کہ مَیں جھگڑنے والا ہوں۔ سو اس مختصر فقرہ سے یقیناً یہ معلوم ہو گیا کہ کسی جھگڑے کے متعلق کوئی خط آنے والا ہے اور هٰذَا شَاهِدٌ نَزَّاغٌ۔ کہ جو کاتب کی طرف سے دوسرا فقرہ لکھا ہوا دیکھا تھا اُس کے یہ معنے کھلے کہ کاتبِ خط نے کسی مقدمہ کی شہادت کے بارہ میں وہ خط لکھا ہے۔ اُس دن حافظ نور احمد صاحب بباعث بارش باران امرتسر جانے سے روکے گئے‘‘۔ (انہوں نے جانا تھا، سفر کرنا تھا لیکن بارش کی وجہ سے نہ جا سکے) ’’اور در حقیقت ایک سماوی سبب سے اُن کا روکا جانا بھی قبولیّتِ دعا کی ایک خبر تھی تا وہ جیسا کہ اُن کے لئے خدائے تعالیٰ سے درخواست کی گئی تھی، پیشگوئی کے ظہور کو بچشمِ خود دیکھ لیں۔ غرض اس تمام پیشگوئی کا مضمون اُن کو سنا دیا گیا۔ شام کو اُن کے رُوبرو پادری رجب علی صاحب مہتمم و مالک مطبع سفیر ہند کا ایک خط رجسٹری شدہ امرتسر سے آیا جس سے معلوم ہوا کہ پادری صاحب نے اپنے کاتب پر جو اِسی کتاب کا کاتب ہے عدالتِ خفیفہ میں نالش کی ہے اور اِس عاجز کو ایک واقعہ کا گواہ ٹھہرایا ہے۔ اور ساتھ اُس کے ایک سرکاری سمن بھی آیا اور اس خط کے آنے کے بعد وہ فقرہ الہامی یعنی هٰذَا شَاهِدٌ نَزَّاغٌ جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ گواہ تباہی ڈالنے والا ہے۔ ان معنوں پر محمول معلوم ہوا کہ مہتمم مطبع سفیر ہند کے دل میں بہ یقینِ کامل یہ مرکوز تھا کہ اس عاجز کی شہادت جو ٹھیک ٹھیک اور مطابق واقعہ ہو گی، بباعث وثاقت اور صداقت اور نیز بااعتبار اور قابلِ قدر ہونے کی وجہ سے فریقِ ثانی پر تباہی ڈالے گی‘‘۔ (یعنی کہ اس کی سچائی بھی اور اس کی value، قدر بھی اس کی ہو گی اور ٹھوس بھی ہو گی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو بیان ہے اس کی ہر لحاظ سے ایک اہمیت ہو گی اور اس اہمیت کی وجہ سے اُس کا خیال تھا کہ یہ دوسرے فریق پر تباہی ڈالے گی) ’’اور اسی نیت سے مہتمم مذکور نے اس عاجز کو ادائے شہادت کے لئے تکلیف بھی دی اور سمن جاری کرایا۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ جس دن یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور امرتسر جانے کا سفر پیش آیا وہی دن پہلی پیشگوئی کے پورے ہونے کا دن تھا۔ سو وہ پہلی پیشگوئی بھی میاں نور احمد صاحب کے رُوبرو پوری ہو گئی۔ یعنی اُسی دن جو دس دن کے بعد کا دن تھا، روپیہ آ گیا اور امرتسر بھی جانا پڑا۔ فالحمدللہ علی ذالک۔‘‘ (براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 562 تا 565۔ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

آج میں نشانات کے حوالے سے اتنا ہی ذکر کرنا چاہتا تھا اور وہ جیسا کہ مَیں نے بتایا راہِ ہدیٰ پروگرام میں ایک سوال کی وجہ سے اس کا ذکر ہوا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ نشانات کا ذکر ہو گا۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

اس کے بعد مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت کی عملی حالت کے بارے میں فکر کے حوالے سے آپ علیہ السلام کے بعض حوالے پیش کروں گا۔ اس سے پہلے کہ میں آپ کی نصائح اور توقعات بیان کروں، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی سیرت میں جو ایک واقعہ درج فرمایا ہے، وہ بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر یہ بھی فضل اور احسان ہے کہ جب خلیفۂ وقت کی کسی مضمون کی طرف توجہ ہوتی ہے تو وہ اگر اصلاحی پہلو ہے تو جماعت کا بڑا حصہ اصلاح کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کا اندازہ مجھے خطوط سے بھی ہو رہا ہے اور پھر بعض مددگار جو اللہ تعالیٰ نے خلافت کو عطا فرمائے ہوئے ہیں، وہ بھی اپنی یادداشت کے مطابق بعض حوالے نکال کر بھیج دیتے ہیں۔ چاہے یہ حوالے پہلے پڑھے ہوں لیکن نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ تو سیرت کا جو حوالہ ہے جب مَیں پڑھوں گا تو اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی فکر کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ بھی ہمارے ایک مربی صاحب نے مجھے بھیجا کہ آپ خطبات میں عملی اصلاح کی اہمیت کے بارے میں بتا رہے ہیں، تو ایک حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی پیش ہے جو اس فکر کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا یہ حوالہ جو سیرت میں بیان کیا گیا ہے یوں ہے کہ:

’’بیان کیا مجھ سے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ کسی کام کے متعلق میر صاحب یعنی میر ناصر نواب صاحب کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب کا اختلاف ہو گیا۔ میر صاحب نے ناراض ہو کر اندر حضرت صاحب کو جا اطلاع دی (کہ اس طرح اختلاف ہو گیا، غصے کا اظہار کیا۔) مولوی محمد علی صاحب کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے عرض کیا کہ ہم لوگ یہاں حضور کی خاطر آئے ہیں کہ تا حضور کی خدمت میں رہ کر کوئی خدمتِ دین کا موقع مل سکے۔ لیکن اگر حضور تک ہماری شکایتیں اس طرح پہنچیں گی تو حضور بھی انسان ہیں، ممکن ہے کسی وقت حضور کے دل میں ہماری طرف سے کوئی بات پیدا ہو تو اس صورت میں ہمیں بجائے قادیان آنے کا فائدہ ہونے کے اُلٹا نقصان ہو جائے گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب نے مجھ سے کچھ کہا تو تھا مگر مَیں اُس وقت اپنے فکروں میں اتنا محو تھا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میر صاحب نے کیا کہا اور کیا نہیں کہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ چند دن سے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے۔ (یہ بڑے غور سے سننے والی بات ہے) بس ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے۔ میں باہر لوگوں میں بیٹھا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اُس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ وہ شخص سمجھتا ہو گا کہ میں اُس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں۔ جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے۔ غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ (میرے آنے کی اصل غرض کیا ہے؟) میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جاوے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان لائے اور اُس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے، تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشاء پورا ہو۔ پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پا لیا اور اُس کو پوری طرح زیر بھی کر لیا (یعنی فتح کر لیا) تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں۔ کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام رائیگاں گیا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل اور براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت کی اصل غرض ہے، اس کے متعلق ابھی تک جماعت میں بہت کمی ہے اور بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ پس یہ خیال ہے جو مجھے آج کل کھا رہا ہے اور یہ اس قدر غالب ہو رہا ہے کہ کسی وقت بھی مجھے نہیں چھوڑتا۔‘‘

(سیرت المہدی مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ جلد 1 حصہ اول صفحہ 236-235 روایت نمبر 258)

پس یہ درد ہے جس نے آپ کو بے چین کر دیا تھا۔ مختلف وقتوں میں آپ نے جماعت کو نصائح فرمائیں کہ احمدی کو کیسا ہونا چاہئے۔ دوسری کتابوں کے علاوہ ملفوظات جو آپ کی مجالس کی مختصراً رپورٹس ہوتی تھیں، تفصیلی نہیں، اُس کی بھی دس جلدیں ہیں۔ اور ان دسوں میں سے کسی جلد کو بھی آپ لے لیں، اس میں آپ نے جماعت سے توقعات اور جماعت کو نصائح، عملی حالتوں کی تبدیلی کا یہ مضمون مختلف حوالوں اور مختلف زاویوں سے ہر جگہ، ہر مجلس میں بیان فرمایا ہوا ہے۔ ان میں سے چند ایک اس وقت میں پیش کرتا ہوں۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجودِ واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لیے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر

دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو، اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لیے غائبانہ دُعا کرو"۔ (اب ہمیں یہ دیکھنے کی، جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کتنے ہیں جو ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرتے ہیں) "اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ مَیں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔"

فرمایا: "مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لیے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی۔ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ (آل عمران:104) یاد رکھو! تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو! جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے، وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں۔......"

پھر آپ فرماتے ہیں:

"......یاد رکھو بُغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی۔ وہ ضرور ہوگی۔ تم کیوں صبر نہیں کرتے۔ جیسے طبّی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جاوے، مرض دفع نہیں ہوتا۔ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بخل ہے، رعونت ہے، خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔......ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کر دوں گا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے۔ جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں۔ جبتک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔ میں کسی کے سبب سے اپنے اُوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو، وہ خشک ٹہنی ہے۔ اُس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اُس کو سرسبز نہیں کر سکتا بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔"

(ملفوظات جلد1 صفحہ 336۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یہ حوالہ ہم پہلے بھی کئی دفعہ سنتے ہیں، پڑھتے ہیں لیکن اُس حوالے کے ساتھ ملا کر دیکھیں جس میں آپ نے درد کا اظہار کیا ہے کہ کئی دن سے مجھے اور کسی چیز کا ہوش ہی نہیں سوائے اس بات کے کہ جماعت کی عملی اصلاح ہو جائے، تو پھر ایک خاص فکر پیدا ہوتی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ کس وقت کوئی آدمی سچا مومن کہلا سکتا ہے؟ فرمایا کہ:

"مَیں کھول کر کہتا ہوں کہ جب تک ہر بات پر اللہ تعالیٰ مقدّم نہ ہو جاوے اور دل پر نظر ڈال کر وہ نہ دیکھ سکے کہ یہ میرا ہی ہے، اس وقت تک کوئی سچا مومن نہیں کہلا سکتا۔ ایسا آدمی تو عرف عام کے طور پر مومن یا مسلمان ہے۔ جیسے چوہڑے کو بھی مُصلّی یا مومن کہہ دیتے ہیں۔ مسلمان وہی ہے جو اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ (البقرة: 113) کا مصداق ہو گیا ہو۔ وَجْهٌ منہ کو کہتے ہیں مگر اس کا اطلاق ذات اور وجود پر بھی ہوتا ہے۔ پس جس نے ساری طاقتیں اللہ کے حضور رکھ دی ہوں وہی سچا مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔ مجھے یاد آیا کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو دعوت اسلام کی کہ تُو مسلمان ہو جا۔ مسلمان (وہ دعوتِ اسلام دینے والا جو تھا) خود فسق و فجور میں مبتلا تھا۔ یہودی نے اس فاسق مسلمان کو کہا کہ تُو پہلے اپنے آپ کو دیکھ اور تُو اس بات پر مغرور نہ ہو کہ تو مسلمان کہلاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسلام کا مفہوم چاہتا ہے نہ نام اور لفظ۔"

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

"......یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آ سکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔ محض باتیں عنداللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَاللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ (الصف:4)"۔

پھر فرمایا کہ اگر تم اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو۔ فرماتے ہیں کہ: "صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا۔ (قرآنِ کریم میں آل عمران کی آیت 201 ہے) جس طرح دشمن کے مقابلہ پر سرحد پر گھوڑا ہونا ضروری ہے تا کہ دشمن حد سے نہ نکلنے پاوے۔ اسی طرح تم بھی تیار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن سرحد سے گزر کر اسلام کو صدمہ پہنچائے۔ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصنِ حصین میں آ سکو۔ اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے۔ قومیں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں"۔ (اور آج جب ہم دیکھتے ہیں تو یہ حالت تو پہلے سے بھی بڑھ کر ہوئی ہوئی ہے) فرمایا کہ "اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔ تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قُدسی قوت ان میں سرایت کرے اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاوے۔ بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔ کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قَے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے۔ موریوں اور گندی نالیوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اس پر ہنستے ہیں۔ اس کا ایسا خلاف شرع فعل اس کی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا بلکہ در پردہ اس کا اثر نفسِ اسلام تک پہنچتا ہے۔ مجھے ایسی خبریں یا جیل خانوں کی رپورٹیں پڑھ کر سخت رنج ہوتا ہے جب مَیں دیکھتا ہوں کہ اس قدر مسلمان بدعملیوں کی وجہ سے موردِ عتاب ہوئے۔ دل بے قرار ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ جو صراط مستقیم رکھتے ہیں اپنی بداعتدالیوں سے صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ اسلام پر ہنسی کراتے ہیں......۔ میری غرض اس سے یہ ہے کہ مسلمان لوگ مسلمان کہلا کر ان ممنوعات اور منہیات میں مبتلا ہوتے ہیں جو نہ صرف ان کو بلکہ اسلام کو مشکوک کر دیتے ہیں۔ پس اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنا لو کہ کفار کو بھی تم پر (جو دراصل اسلام پر ہوتی ہے) نکتہ چینی کرنے کا موقعہ نہ ملے۔"

(ملفوظات جلد1 صفحہ 49-48۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آج کل جو اعتراضات ہو رہے ہیں وہ یہی ہو رہے ہیں کہ قرآنِ کریم کی اگر تعلیم یہی ہے تو مسلمانوں کے عمل اس کے مطابق کیوں نہیں؟ جہاں جاؤ یہی سوال اُٹھتا ہے اور یہی اعتراض ہوتا ہے۔ اور آج کل جماعت احمدیہ ہی ہے جس نے اپنی حالتوں کو بدل کر ان اعتراضوں کو دھونا ہے۔ اس کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

پھر آپ شکر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ شکر اگر کرنا ہے تو تقویٰ اور طہارت کو اختیار کرنا ہوگا۔ فرمایا کہ:

"تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔ مسلمان کو پوچھنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے"۔ (یہ کوئی شکر گزاری نہیں کہ کوئی پوچھے مسلمان ہو؟ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں) "اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو، کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک ہندو سررشتہ دار نے جس کا نام جگن ناتھ تھا اور جو ایک متعصب ہندو تھا بتلایا کہ امرتسر یا کسی جگہ میں وہ سررشتہ دار تھا جہاں ایک ہندو اہلکار در پردہ نماز پڑھا کرتا تھا" (ہندو تھا، مسلمان ہو گیا لیکن اپنا آپ ظاہر نہیں کیا۔ نمازیں باقاعدہ پڑھتا تھا۔) "مگر بظاہر ہندو تھا۔" جو سررشتہ دار ہے وہ بتانے لگا، جو سرکاری افسر تھا وہ کہنے لگا کہ "مَیں اور دیگر دوسرے سارے ہندو اُسے بہت برا جانتے تھے اور ہم سب اہلکاروں نے مل کر ارادہ کر لیا کہ اس کو ضرور موقوف کرائیں"۔ (نوکری سے فارغ کروائیں) "سب سے زیادہ شرارت میرے دل میں تھی۔ میں نے کئی بار شکایت کی" (اپنے افسروں کو شکایت کرتا تھا) "کہ اس نے یہ غلطی کی ہے۔ اور یہ خلاف ورزی کی ہے۔ مگر اس پر کوئی التفات نہ ہوتی تھی"۔ (افسران اس پر کوئی توجہ نہیں دیتے تھے) "لیکن ہم نے ارادہ کر لیا ہوا تھا کہ اسے ضرور موقوف کرا دیں گے۔ اور اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہونے کے لئے بہت سی نکتہ چینیاں بھی جمع کر لی تھیں اور مَیں وقتاً فوقتاً ان نکتہ چینیوں کو صاحب بہادر کے رُوبرو پیش کر دیا کرتا تھا۔ صاحب اگر بہت ہی غصّہ ہو کر اس کو بلا بھی لیتا تھا تو جوں ہی وہ سامنے آ جاتا تو گویا آگ پر پانی پڑ جاتا"۔ (اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا) معمولی طور پر نہایت نرمی سے اُسے فہمائش کر دیتا۔ گویا اس سے کوئی قصور سرزد ہی نہیں ہوا۔"

(ملفوظات جلد1 صفحہ 49۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو یہ ہے کہ تقویٰ ہو، اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو تو پھر کوئی مشکل جو ہے وہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کوئی کوشش نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

"یہ بات بھی خوب یاد رکھنی چاہیے کہ ہر بات میں منافع ہوتا ہے۔ دنیا میں دیکھ لو۔ اعلیٰ درجہ کی نباتات سے لے کر کیڑوں اور چوہوں تک بھی کوئی چیز ایسی نہیں، جو انسان کے لئے منفعت اور فائدے سے خالی ہو۔ یہ تمام اشیاء خواہ وہ ارضی ہیں یا سماوی اللہ تعالیٰ کے صفات کے اظلال اور آثار ہیں"۔ (اللہ تعالیٰ کی صفات کے سائے ہیں۔) "اور جب صفات میں نفع ہی نفع ہے تو بتلاؤ کہ ذات میں کس قدر نفع اور سود ہوگا"۔ (یعنی یہ صفات ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے اگر تعلق پیدا کر لو گے تو کس قدر نفع ہے) "اس مقام پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جیسے ان اشیاء سے کسی وقت نقصان اٹھاتے ہیں تو اپنی غلطی اور نافہمی کی وجہ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سے۔ اس لئے نہیں کہ نفس الامر میں ان اشیاء میں مَضرّت ہی ہے''۔ (یعنی اس لئے نہیں ہوتا کہ ان کی اصل میں، ان چیزوں کی بنیاد میں ہی نقصان رکھا ہوا ہے۔) ''نہیں، بلکہ اپنی غلطی اور خطا کاری سے''۔ (نقصان ہوتا ہے) ''اسی طرح پر ہم اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف اور مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں ورنہ خدا تعالیٰ تو ہمہ رحم اور کرم ہے۔ دنیا میں تکلیف اٹھانے اور رنج پانے کا یہی راز ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں اپنی سُوءِ فہم اور قصورِ علم کی وجہ سے مبتلائے مصائب ہوتے ہیں''۔ (یہ سوال بھی اکثر لوگ کرتے رہتے ہیں کہ کیوں مصیبتیں آتی ہیں؟ مصیبتیں ہماری اپنی غلطیوں کی وجہ سے آتی ہیں) ''پس اس صفاتی آنکھ کے ہی روزن سے ہم اللہ تعالیٰ کو رحیم اور کریم اور حد سے زیادہ قیاس سے باہر نافع ہستی پاتے ہیں''۔ (یہی اگر صفاتی آنکھ سے ہم دیکھتے ہیں تو تبھی ہمیں اللہ تعالیٰ کریم اور رحیم نظر آتا ہے اور اُس سے ہر فائدہ پہنچتا ہے۔ اور وہ ہستی نظر آتی ہے جس سے فائدہ پہنچ سکتا ہے اور پہنچتا ہے) فرمایا ''اور ان منافع سے زیادہ بہرہ ور وہی ہوتا ہے جو اس کے زیادہ قریب اور نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ درجہ ان لوگوں کو ہی ملتا ہے جو متقی کہلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں جگہ پاتے ہیں۔ جوں جوں متقی خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے ایک نور ہدایت اسے ملتا ہے جو اس کی معلومات اور عقل میں ایک خاص قسم کی روشنی پیدا کرتا ہے اور جوں جوں دُور ہوتا جاتا ہے ایک تباہ کرنے والی تاریکی اس کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ (البقرۃ:19) کا مصداق ہو کر ذلّت اور تباہی کا مورد بن جاتا ہے۔ مگر اس کے بالمقابل نور اور روشنی سے بہرہ ور انسان اعلیٰ درجہ کی راحت اور عزت پاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ۔ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً (الفجر:28-29) یعنی اے وہ نفس جو اطمینان یافتہ ہے اور پھر یہ اطمینان خدا کے ساتھ پایا ہے۔ بعض لوگ حکومت سے بظاہر اطمینان اور سیری حاصل کرتے ہیں۔ بعض کی تسکین اور سیری کا موجب ان کا مال اور عزت ہو جاتی ہے۔ اور بعض اپنی خوبصورت اور ہوشیار اولاد و احفاد کو دیکھ دیکھ کر بظاہر مطمئن کہلاتے ہیں'' (اپنے اولاد اور مددگار اور کام کرنے والوں کو دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ ہم بہت ہیں۔ ہمارے لئے اطمینان ہو گیا) ''مگر یہ لذّت اور انواع و اقسام کی لذّاتِ دنیا انسان کو سچا اطمینان اور سچی تسلی نہیں دے سکتیں۔ بلکہ ایک قسم کی ناپاک حرص کو پیدا کر کے طلب اور پیاس کو پیدا کرتی ہیں۔ استسقاء کے مریض کی طرح ان کی پیاس نہیں بجھتی یہاں تک کہ ان کو ہلاک کر دیتی ہے''۔ (دنیادار صرف دنیا کے پیچھے ہی پڑا رہتا ہے۔ آخر ہلاک ہو جاتا ہے) ''مگر یہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وہ نفس جس نے اپنا اطمینان خدا تعالیٰ میں حاصل کیا ہے۔ یہ درجہ بندے کے لئے ممکن ہے۔ اس وقت اس کی خوشحالی باوجود مال و منال کے دنیوی حشمت اور جاہ و جلال کے ہوتے ہوئے بھی خدا ہی میں ہوتی ہے۔ یہ زر و جواہر، یہ دنیا اور اس کے دھندے اُس کی سچی راحت کا موجب نہیں ہوتے۔ پس جب تک انسان خدا تعالیٰ ہی میں راحت اور اطمینان نہیں پاتا وہ نجات نہیں پا سکتا کیونکہ نجات اطمینان ہی کا ایک مترادف لفظ ہے۔''

(ملفوظات جلد1 صفحہ 70-69۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ نفس مطمئنہ کے بغیر انسان نجات نہیں پا سکتا۔ اس کے بارے میں فرمایا کہ:

''مَیں نے بعض آدمیوں کو دیکھا اور اکثروں کے حالات پڑھے ہیں جو دنیا میں مال و دولت اور دنیا کی جھوٹی لذتیں اور ہر ایک قسم کی نعمتیں اولاد احفاد رکھتے تھے''۔ (یعنی اولاد بھی اور کام کرنے والے مددگار بھی رکھتے تھے) ''جب مرنے لگے اور ان کو اس دنیا کے چھوڑ جانے اور ساتھ ہی ان اشیاء سے الگ ہونے اور دوسرے عالَم میں جانے کا علم ہوا تو ان پر حسرتیں اور بے جا آرزوؤں کی آگ بھڑکی اور سرد آہیں مارنے لگے۔ پس یہ بھی ایک قسم کا جہنم ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں دے سکتا، بلکہ اس کو گھبراہٹ اور بے قراری کے عالَم میں ڈال دیتا ہے۔ اس لیے یہ امر بھی میرے دوستوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہنا چاہیے کہ اکثر اوقات انسان اہل و عیال اور اموال کی محبت، ہاں ناجائز اور بیجا محبت میں ایسا محو ہو جاتا ہے''۔ (محبت تو ہو سکتی ہے لیکن ناجائز اور بے جا محبت نہیں ہونی چاہئے، اُس میں محو نہیں ہونا چاہئے) ''اور اکثر اوقات اسی محبت کے جوش اور نشہ میں ایسے ناجائز کام کر گزرتا ہے جو اُس میں اور خدا تعالیٰ میں ایک حجاب پیدا کر دیتے ہیں اور اس کے لیے ایک دوزخ تیار کر دیتے ہیں۔ اس کو اس بات کا علم نہیں ہوتا جب وہ ان سب سے یکایک علیحدہ کیا جاتا ہے اس گھڑی کی اسے خبر نہیں ہوتی۔ تب وہ ایک سخت بے چینی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ کسی چیز سے جب محبت ہو تو اس سے جدائی اور علیحدگی پر ایک رنج اور دردناک غم پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ مسئلہ اب منقولی ہی نہیں بلکہ معقولی رنگ رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نَارُاللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ (الھمزۃ:7-8)۔ پس یہ وہی غیر اللہ کی محبت کی آگ ہے جو انسانی دل کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور ایک حیرت ناک عذاب اور درد میں مبتلا کر دیتی ہے۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ یہ بالکل سچی اور یقینی بات ہے کہ نفس مطمئنہ کے بدوں انسان نجات نہیں پا سکتا۔''

(ملفوظات جلد1 صفحہ 70۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر جماعت کو نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ، کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دُور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزّت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔

تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور اپنے کھیت کو خوش نما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے، مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں ان کی مالک پروا نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آ کر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پروا نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں ہر روز ذبح ہوتی ہیں پر اُن پر کوئی رحم نہیں کرتا اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو کتنی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپروا بناؤ گے تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہو گا۔ چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے، کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ......'' فرمایا: ''......اس بات کو وصیت کے طور پر یاد رکھو کہ ہرگز تندی اور سختی سے کام نہ لینا۔'' (ملفوظات جلد1 صفحہ 174-175۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ہمیشہ نرمی سے سمجھاؤ اور جوش کو ہرگز کام میں نہ لاؤ۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''آئندہ کے لئے یاد رکھو کہ حقوقِ اخوّت کو ہرگز نہ چھوڑو، ورنہ حقوق اللہ بھی نہ رہیں گے۔'' پھر فرمایا:

''مجھے یہی بتایا گیا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ (الرعد:12) اللہ تعالیٰ کسی حالت میں قوم میں تبدیلی نہ کرے گا جبتک لوگ دلوں کی تبدیلی نہ کریں گے۔ ان باتوں کو سن کر یوں تو ہر شخص جواب دینے کو تیار ہو جاتا ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں، استغفار بھی کرتے ہیں، پھر کیوں مصائب اور ابتلا آ جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتوں کو جو سمجھ لے وہی سعید ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء کچھ اَور ہوتا ہے۔ سمجھا کچھ اَور جاتا ہے اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے اسے ماپا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جاوے تو وہ فائدہ نہیں ہوتا جو اس میں رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوائی جو تولہ کھانی چاہئے اگر تولہ کی بجائے ایک بوند استعمال کی جاوے تو اس سے کیا فائدہ ہو گا اور اگر روٹی کی بجائے کوئی ایک دانہ کھا لے تو کیا وہ سیری کا باعث ہو سکے گا؟ اور پانی کے پیالے کی بجائے ایک قطرہ سیراب کر سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ یہی حال اعمال کا ہے۔ جب تک وہ اپنے پیمانہ پر نہ ہوں وہ اوپر نہیں جاتے ہیں۔ یہ سنّت اللہ ہے جس کو ہم بدل نہیں سکتے۔......''

فرمایا: ''...... بھائی کی ہمدردی کرنا صدقات خیرات کی طرح ہی ہے۔......اور یہ حق، حق العباد کا ہے جو

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

فرض ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ نے صوم وصلوٰۃ اپنے لیے فرض کیا ہے اسی طرح اس کو بھی فرض ٹھہرایا ہے کہ حقوق العباد کی حفاظت ہو۔‘‘

فرمایا:’’ ...... جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ ...... (المائدة:33)۔ یعنی جو شخص کسی نفس کو بلاوجہ قتل کر دیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے۔ ایسا ہی مَیں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔ زندگی سے اس قدر پیار نہ کرو کہ ایمان ہی جاتا رہے۔ حقوق اخوت کو کبھی نہ چھوڑو......‘‘۔ اگر ہم لوگ اس بات کو بھی سمجھ لیں تو بہت سارے ہمارے لڑائی جھگڑے، رنجشیں، مقدمے سب ختم ہو سکتے ہیں۔

فرمایا:’’ ...... یاد رکھو کہ سارے فضل ایمان کے ساتھ ہیں۔ ایمان کو مضبوط کرو۔ قطع حقوق معصیت ہے۔ ......‘‘ جب حقوق کو کاٹو گے، ختم کرو گے تو یہ گناہ ہے۔ فرمایا:’’ ...... یہ جماعت جس کو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے اگر اس کا بھی یہی حال ہوا کہ ان میں اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 271-270۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

’’ہماری جماعت (جس سے مخالف بُغض رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ جماعت ہلاک اور تباہ ہو جاوے) کو یاد رکھنا چاہیے کہ مَیں اپنے مخالفوں سے باوجود اُن کے بُغض کے ایک بات میں اتفاق رکھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ یہ جماعت گناہوں سے پاک ہو اور اپنے چال چلن کا عمدہ نمونہ دکھاوے۔ وہ قرآن شریف کی سچی تعلیم پر سچّی عامل ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں فنا ہو جاوے۔ ان میں باہم کسی قسم کا بُغض و کینہ نہ رہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری اور سچی محبت کرنے والی جماعت ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر بھی اس غرض کو پورا نہیں کرتا اور سچّی تبدیلی اپنے اعمال سے نہیں دکھاتا تو وہ یاد رکھے کہ دشمنوں کی اس مراد کو پورا کر دے گا۔ وہ یقیناً ان کے سامنے تباہ ہو جاوے گا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کا رشتہ نہیں اور وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ اولاد جو انبیاء کی اولاد کہلاتی تھی یعنی بنی اسرائیل جن میں کثرت سے نبی اور رسول آئے اور خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضلوں کے وہ وارث اور حقدار ٹھہرائے گئے تھے۔ لیکن جب اس کی روحانی حالت بگڑی اور اُس نے راہِ مستقیم کو چھوڑ دیا، سرکشی اور فسق و فجور کو اختیار کیا۔ نتیجہ کیا ہوا؟ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ (البقرة:62) کی مصداق ہوئی۔ خدا تعالیٰ کا غضب ان پر ٹوٹ پڑا۔ ...... یہ کس قدر عبرت کا مقام ہے۔ بنی اسرائیل کی حالت ہر وقت ایک مفید سبق ہے۔ اسی طرح یہ قوم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ قوم ہے کہ خدا تعالیٰ اس پر بڑے بڑے فضل کرے گا۔ لیکن اگر کوئی اس جماعت میں داخل ہو کر خدا تعالیٰ سے سچّی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچّی اور کامل اتباع نہیں کرتا وہ چھوٹا ہو یا بڑا کاٹ ڈالا جائے گا اور خدا تعالیٰ کے غضب کا نشانہ ہوگا۔ پس تمہیں چاہیے کہ کامل تبدیلی کرو اور جماعت کو بدنام کرنے والے نہ ٹھہرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 145-144۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ معیار ہے جو ہم سب نے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے اور کرنی چاہئے۔ تقویٰ پر چلنا، اپنے اعمال کی اصلاح کرنا، اپنے ایمان کے معیار بلند کرنا، یہ باتیں کوئی معمولی باتیں نہیں ہیں۔ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے تو اُس کی توقعات پر پورا اترنے کے لئے ہمیں پوری طرح سعی و کوشش کرنی چاہئے۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو ہمیں انجام دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور ہر بدی سے ہمیں مکمل طور پر نفرت کا اظہار کرنا چاہئے۔ محبت، پیار اور اخوّت کو بڑھانے کی ہمیں ضرورت ہے۔ ہمیں ایک دوسرے کا مددگار بننے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم اپنی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آج مَیں پھر یاد دہانی کے طور پر آپ کو اسلامی ممالک خاص طور پر سیریا یا مصر وغیرہ جہاں فساد ہیں، خاص طور پر شام وہاں بہت زیادہ ظلم ہو رہے ہیں، اُن کے لئے دعا کے لئے کہنا چاہتا ہوں، اسی طرح پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی۔ پاکستان میں احمدیوں پر بہت ظلم ہو رہے ہیں اور ہر طرح سے اُن کو عدمِ تحفظ کا احساس دلایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور یہ لوگ جو فتنہ پرداز اور امن برباد کرنے والے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ جلدی اپنی پکڑ میں لے۔

☆☆☆☆

مذہب کے عالمی دن کے حوالے سے منعقدہ پروگرام میں

جماعت احمدیہ سرینام کی کامیاب شرکت اور یوم تبلیغ

رپورٹ: لئیق احمد مشتاق۔ مبلغ سلسلہ سرینام۔ جنوبی امریکہ

مذہب کے عالمی دن کے حوالے سے مورخہ 19 جنوری 2014ء کو سرینام میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام میں مختلف مذاہب اور تنظیموں نے شرکت کی۔ اس پروگرام کا انتظام اس حوالے سے قائم ایک تنظیم نے شہر کے وسط میں ایک کلچرل سنٹر میں کیا۔ سرینام میں گزشتہ اٹھائیس سال سے ہر جنوری کے تیسرے اتوار کو یہ پروگرام منعقد کیا جاتا ہے۔

امسال جماعت کو اس پروگرام میں تلاوت قرآن مجید، ترجمہ اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کی دعوت دی گئی۔ پروگرام کا آغاز صبح دس بجے ہونا تھا۔ اس سے قبل ہی جماعتی کتب اور لٹریچر کا سٹال اور قرآن مجید کے تراجم کی نمائش لگائی گئی۔ اس نمائش کے لئے قرآن مجید کی عظمت اور شان کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ ارشادات دیدہ زیب فریمز میں لگا کر تیار کئے گئے اور اس نمائش میں قرینے سے رکھے گئے۔ جماعت کا 22 رکنی وفد اس پروگرام میں شرکت کے لئے پہنچا۔

تین، تین افراد پر مشتمل دو گروپس شہر میں مختلف حصوں میں جماعت کے تعارف پر مشتمل فولڈرز تقسیم کرنے گئے اور باقی افراد جماعتی سٹال اور نمائش کے پاس موجود رہے۔

250 سے زائد افراد نے جماعتی سٹال اور قرآن مجید کے تراجم کی نمائش دیکھی۔ متعدد افراد نے مختلف تراجم کے نسخے ہاتھوں میں لے کر اچھی طرح دیکھا۔ نمائش دیکھنے والے افراد کو بتایا گیا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کئے گئے ہر ترجمہ قرآن کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس میں اصل عربی عبارت ضرور ہوگی اور اس کے ساتھ ترجمہ ہوگا۔ اور یہ ترجمہ عربی متن کے قریب تر ہوگا۔ مہمانوں کو جماعت کی طرف سے شائع شدہ تراجم کی تفصیل بتائی گئی، اور قرآن مجید کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے جماعت کی کاوشوں سے آگاہ کیا گیا۔ نمائش پر آنے والے ان افراد نے جماعت احمدیہ کی اس کاوش کی بہت اچھے الفاظ میں تعریف کی اور جماعت کی خدمتِ قرآن کو سراہا۔ اور باقی مسلمان فرقوں کے مقابل پر اسے جماعت کی امتیازی خوبی قرار دیا۔

سٹال پر آنے والے مہمانوں کے لئے وافر مقدار میں جماعتی لٹریچر رکھا گیا تھا۔ ’’جماعت احمدیہ کا تعارف‘‘، ’’اسلام کا پیغام‘‘، ’’اسلام میں عورت کا مقام‘‘ کے عنوان پر فولڈرز کے سیٹ بنا کر رکھے گئے تھے جو مہمانوں کو دیئے گئے۔ چھ گھنٹے سے زائد وقت تک وقفے وقفے سے لوگ ہمارے سٹال پر آتے رہے، اور آخر پر تقریباً تمام لوگوں کے ہاتھ میں جماعتی لٹریچر تھا۔ متعدد افراد نے اسلام، احمدیت اور نظام خلافت کے حوالے سے سوالات کئے جن کو تفصیلی اور تسلّی بخش جوابات دئے گئے۔ ہال میں چار اور بھی سٹال لگائے گئے تھے لیکن جماعت احمدیہ کا سٹال سب سے نمایاں رہا، اور اِس سٹال پر سب سے زیادہ لوگ نظر آئے۔

پروگرام کے دوسرے سیشن میں عزیزم محمد صہیب اسد نے سورۃ الروم کی آیات 21 تا 28 کی تلاوت کی اور ترجمہ پیش کیا۔ اور محترم نوشاد چراغ علی صاحب نے صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی مشہور نعت ’’اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام‘‘ ترنّم سے پڑھی جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔

اس پروگرام میں وزیر داخلہ (Mr. Soewarto Moestadja) مسٹر مستاجا مہمان خصوصی کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ دو سال قبل موصوف کو اِسی سلسلے کے پروگرام میں قرآن مجید اور اسلامی اصول کی فلاسفی دی گئی تھی۔ اس دفعہ انہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کے مختلف خطابات کی DVD اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات پر مبنی کتاب (World Crisis and the Pathway to Peace) اور جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا۔ اس کے علاوہ رومن کیتھولک کے بشپ ولیم بیکر (William Baker) کو بھی اسلامی اصول کی فلاسفی، چند جماعتی کتب اور لٹریچر پیش کیا گیا۔

شہر میں فولڈرز تقسیم کرنے والے افراد نے تقریباً سات سو افراد سے فرداً فرداً رابطہ کر کے انہیں فولڈرز دیے۔ اور پروگرام کے دوران 325 سرینامی ڈالر کا لٹریچر فروخت کیا گیا۔

تقریباً تین بجے پروگرام کا اختتام ہوا۔

قارئین الفضل کی خدمت میں جماعت سرینام کے اموال ونفوس میں برکت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

❁❁❁❁❁

بقیہ مضمون: ہجرتوں کی کہانی کامیابیوں کی زبانی

از صفحہ 17

بنا پر پاکستان کے قیام پر جماعت کو 1947ء میں ہجرت کرنی پڑی اور پاکستان میں ربوہ کے نام کی بستی کے قیام کا موقعہ میسر آیا اور جماعت ترقی کی منازل طے کرنے لگی۔ لیکن نئی بستی کے قیام اور ترقی کو دیکھ کر دشمن نے نئی انگڑائی لینی شروع کی۔ اور اپنے وطن میں جماعت پر کئی قسم کی پابندیاں لگنی شروع ہو گئیں حتی کہ نماز کی ادائیگی کے لئے اذان دینا بھی جرم قرار پایا تو امام جماعت حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو ربوہ، پاکستان سے 1984ء میں ہجرت کرنی پڑی اور آپ ہجرت کر کے لندن، انگلینڈ آ گئے اور یہاں جماعت کا مرکز قائم کیا۔ اس ہجرت کے نتیجہ میں جیسا کہ قدرت کا قانون ہے جماعت کو مسلسل کامیابیوں پر کامیابیاں نصیب ہونے لگیں۔ ہجرت کے چند سال بعد ایم ٹی اے یعنی مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کا قیام عمل میں آیا اور اس کے ذریعہ اسلام احمدیت کا پیغام ساری دنیا میں پہنچنے لگ گیا اور اب دنیا کے اکثر ممالک میں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور جن ممالک میں ابھی تک باقاعدہ جماعتیں قائم نہیں ہوئیں ان میں بھی بڑی سرعت کے ساتھ ایم ٹی اے کے ذریعہ پیغام پہنچنے پر قائم ہوتی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اسلام احمدیت کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے مربیان تیار کرنے کا پہلے قادیان اور پھر ربوہ میں صرف ایک ادارہ جامعہ احمدیہ ہی تھا۔ لیکن لندن ہجرت کے بعد کینیڈا، یوکے، جرمنی، غانا اور افریقہ کے بعض دوسرے ملکوں میں بھی مبلغین تیار کرنے کے لئے جامعات قائم ہو چکے ہیں اور قائم ہو رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا مرکز لندن میں قائم ہونے کی وجہ سے اور پاکستان کے احمدیوں کو اپنے ملک میں تحفظ نہ ہونے کی وجہ سے لاتعداد احمدی ہجرت کر کے دنیا کے مختلف ممالک میں چلے گئے ہیں۔ پردیسی ہونے کی وجہ سے وطن کی یاد ان کو ہر آن بے چین رکھتی ہے۔ مگر انہیں اس حقیقت کو مدّنظر رکھنا چاہیے کہ ترقی ہجرتوں کی ہمیشہ سے مرہون منت رہی ہے حتی کہ انبیاء کو بھی ترقی کی منازل طے کرنے کے لئے ہجرتیں کرنی پڑیں۔

❁❁❁❁❁

بقیہ: خطباتِ نکاح از صفحہ 20

پیدا ہوجائے۔ اور دعا سے جو رشتے کئے جائیں ان میں برکت بھی ہوتی ہے۔ پس ایک تو والدین کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر بچوں کی پسند کے رشتے ہوں تو ان میں بلاوجہ روکیں نہیں ڈالنی چاہئیں۔ دوسرے جو رشتے کرنے والے لڑکی اور لڑکا ہیں ان کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف عارضی، دنیاوی لذات کی خاطر رشتے نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ تو ایک زائد چیز ہے جو مل ہی جاتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھنا چاہئے اور جب بھی رشتہ کریں اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کریں کہ ہم نے اس رشتہ کو نبھانا بھی ہے اور تقویٰ پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کا خیال بھی رکھنا ہے۔ اسی لئے نکاح کے خطبہ میں بار بار تقویٰ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اگر تقویٰ پر چلتے ہوئے رشتے قائم کئے جائیں تو اللہ کے فضل سے دونوں لڑکی اور لڑکا بھی اور دونوں خاندان بھی رشتوں کا خیال رکھتے ہیں، پاس بھی رکھتے ہیں، اعتماد کی فضا بھی قائم ہوتی ہے اور پھر یہ رشتے نبھتے بھی ہیں اور نہ صرف ان تک بلکہ اگلی نسلوں تک بھی ان رشتوں کی کامیابی کا اثر جاری رہتا ہے۔ نیک نسلیں پیدا ہوتی ہیں اور پھر آگے ان کے بھی رشتے کامیابی سے چلتے ہیں۔ گھر کا ماحول ہے جو رشتوں کو کامیاب بناتا ہے۔ پس ہمیشہ جب بھی نئے رشتے قائم ہو رہے ہوں تو اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے، یہ بھی مدنظر رہے کہ ہم نے اپنے رشتے صرف دنیاوی لذات کی خاطر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بھی کرنے ہیں۔ اللہ کرے یہ جو رشتے آج قائم ہو رہے ہیں یہ اس سوچ کے ساتھ قائم ہوں کہ ہمیشہ تقویٰ پہ چلتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے رشتوں کو قائم رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان رشتے کرنے والوں کو بھی توفیق دے کہ وہ اس نئے عہد پر بھی قائم رہیں جو یہ آج کر رہے ہیں۔ ان چند الفاظ کے ساتھ میں اب نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ پہلا نکاح عزیزہ فدیحہ طاہر جو واقفۂ نو ہیں بنت مکرم محمد صدیق طاہر صاحب کا عزیزم محمد نصر سلیم ابن مکرم محمد سلیم ظفر صاحب جو ہمارے دفتر پرائیوٹ سیکرٹری میں کارکن ہیں کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے ہوا ہے۔ دوسرا نکاح ہے عزیزہ ذروۃ الہدیٰ جو واقفۂ نو ہیں عطاء الرحمٰن محمود صاحب کی بیٹی ہیں جو ربوہ میں نائب ناظر بیت المال ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ان کا نکاح ہو رہا ہے یاسر محمود ابن مکرم اقبال محمود صاحب کے ساتھ دس ہزار یورو حق مہر پر۔ دلہن کے وکیل مکرم شبیر احمد صاحب موجود ہیں، ولی نہیں ہیں۔ اور تیسرا نکاح ہے عزیزہ یاسمین بیگم گنائی بنت مکرم محمد مشرف محمود گنائی صاحب یوکے کا عزیزم طاہر اظہر ابن مکرم محمد سلیم اظہر صاحب کینیڈا کے ساتھ پچیس ہزار کینیڈین ڈالرز حق مہر پر۔

حضور انور نے تینوں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا، رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

☆☆☆☆

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **23 اپریل 2012ء** بروز سوموار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں چار نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ نکاح شادی میں ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نئے قائم ہونے والے رشتے جب تک ایک دوسرے پر اعتماد کا اظہار نہ کریں یہ آگے نہیں چلتے۔ اس لئے ہمیشہ لڑکے اور لڑکی کو ہر بات میں ایک دوسرے کو اعتماد میں لینا چاہئے اور شادی کے بعد سب سے زیادہ اعتماد اور رازداری میاں بیوی کی ہونی چاہئے۔ اگر یہ چیز سامنے رکھیں تو کبھی رشتوں میں دراڑیں نہ پڑیں۔ رشتے نہ ٹوٹیں۔ جماعت میں بھی اب یہ تکلیف دہ صورتِ حال پیدا ہو رہی ہے کہ رشتے قائم ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک خاصی تعداد میں ذرا ذرا سی بات پر رشتوں میں دراڑیں پڑنی شروع ہو جاتی ہیں اور رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ پس ہمیشہ اس بات کو مدّنظر رکھیں کہ صبر کی عادت ہو، ایک دوسرے کے ساتھ اعتماد ہو۔ اگر صبر ہو تو آہستہ آہستہ جو تھوڑی بہت misunderstandings ہوتی ہیں وہ خود بخود دور ہو جاتی ہیں اور اعتماد کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم احمدی ہیں، ہمارا دوسروں سے ایک منفرد مقام ہونا چاہئے۔ یہاں یوکے میں عموماً کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کے پچیس فیصد رشتے ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ میں نے جو مختلف ذرائع سے بعض معلومات اکٹھی کی ہیں تو جماعت میں بھی تقریباً بیس فیصد رشتے ٹوٹنے شروع ہو گئے ہیں۔ اور یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ خدا تعالیٰ کرے کہ ہمارے یہ رشتے بھی اور آئندہ قائم ہونے والا ہر رشتہ بھی اور جو قائم شدہ رشتے ہیں وہ بھی ہمیشہ اعتماد کی فضا میں قائم رہنے والے ہوں اور آئندہ کی فکر کرنے والے ہوں، صرف ان دنیاوی چیزوں پر نظر رکھنے والے نہ ہوں۔ ان چند الفاظ کے بعد اب میں ان نکاحوں کے اعلان کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا: عزیزہ نویدہ شہزادی سید صاحبہ بنت مکرم سید صدق المرسلین صاحب کا نکاح عزیزم سید ندیم پاشا صاحب ابن مکرم سید عبداللہ شاہ مرحوم کے ساتھ پانچ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ یہ دونوں کے دوسرے نکاح ہیں۔ ایک کا رشتہ ختم ہونے کی وجہ سے اور ندیم پاشا صاحب اہلیہ کی وفات کی وجہ سے دوسری شادی کر رہے ہیں۔ پس ان کو خاص طور پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس عمر میں جو رشتے قائم کئے جاتے ہیں ان میں جذباتیت کم ہوتی ہے۔ اور عقل پر بنیاد ہونی چاہئے۔ اس لئے جو یہ نیا رشتہ قائم ہو رہا ہے اس کو ہمیشہ عقل پر بنیاد رکھتے ہوئے اور تقویٰ اختیار کرتے ہوئے قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ دوسرا نکاح عزیزہ عائشہ سہیل بنت مکرم ڈاکٹر سہیل بٹ صاحب مرحوم سڈنی کا عزیزم ڈاکٹر محمد اظہر اشرف ابن مکرم ڈاکٹر محمد اشرف صاحب کے ساتھ پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر ہے۔ دلہن کے والد جیسا کہ میں نے کہا فوت ہو گئے ہیں ان کے وکیل ان کے ماموں مکرم صلاح الدین صاحب ہیں۔ تیسرا نکاح عزیزہ حمدیٰ ملک بنت مکرم محمود احمد ملک صاحب سکاٹ لینڈ کا عزیزم محمد نعیم سلیم ابن مکرم محمد سلیم صاحب مرحوم کے ساتھ ستّر ہزار سویڈش کرونر حق مہر پر ہے۔ اور چوتھا نکاح عزیزہ ثناء نیازی بنت مکرم شریف خان نیازی صاحب کا عزیزم عبد المقیت خان ابن مکرم وزیر احمد خان صاحب اٹلی کا سات ہزار یورو حق مہر پر ہے۔

حضور انور نے چاروں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا، رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: خطاب حضور انور۔ از صفحہ نمبر 2

پہلے میرا نہیں خیال کہ اتنا وسیع منصوبہ کبھی بنا ہوگا۔

پھر وہاں سے جب آپ آئیں گے تو آپ کا ایک انتظامی تربیت کا دور شروع ہوگا، جو انتظامی اور عملی تربیت ہے جس کے لئے آپ انشاء اللہ پاکستان، ربوہ جائیں گے۔ وہاں بھی آپ نے کوشش کرنی ہے کہ جس حد تک آپ کو ہر انتظامی معاملے میں گہرائی تک جا کر علم حاصل ہو سکتا ہے، وہ کرنا ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ نہ سمجھیں کہ آپ ربوہ جا رہے ہیں اور ربوہ مرکزِ سلسلہ ہے۔ ربوہ مرکز بیشک ہے لیکن جہاں خلیفۂ وقت ہو اصل مرکز وہی ہوتا ہے۔ اور رپورٹ میں آپ سن چکے ہیں کہ آپ کا ایک خاص تعلق میرے ساتھ بھی رہا۔ ہر طالب علم مجھے روزانہ ملتا رہا، فنکشنوں میں بھی ملتا رہا۔ تو یہ جو آپ کی انفرادیت ہے اس انفرادیت کو آپ نے وہاں بھی قائم رکھنا ہے۔ وہاں جا کر پتا لگے کہ آپ لوگ جامعہ احمدیہ یوکے سے آئے ہیں۔ ایک مختلف طریق پر آپ کی تربیت ہوئی ہوئی ہے جو دوسروں سے آپ کو ممتاز کرتی ہے اور واضح نظر آتی ہے۔ اس بات کا آپ نے بہرحال خیال رکھنا ہے۔

خلافت کی بات مَیں پہلے کر چکا ہوں، آپ نے خلافت سے تعلق کو اتنا مضبوط کرنا ہے کہ کسی کو آپ کے سامنے خلافت کے موضوع پر کوئی نازیبا الفاظ استعمال کرنے کی جرأت نہ ہو۔ اور جہاں آپ یہ دیکھیں تو وہاں یہ بھی نہیں کہ لڑائی کر لینی ہے بلکہ حکمت سے سمجھانا بھی ہے۔ بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں جو کسی شریر کے زیرِ اثر آ کر بعض باتیں کر جاتی ہیں جبکہ اُن کے دل میں وہ چیز اس طرح نہیں ہوتی جس طرح وہ اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے حکمت سے سمجھانا بھی ضروری ہے۔ برداشت نہ کرنے سے میری مراد یہ نہیں کہ ہر ایک کے آپ نے گریبان پکڑ لینے ہیں بلکہ حکمت سے سمجھانا ہے اور جب آپ دیکھیں کہ آپ کے سمجھانے کی ایک انتہا ہو چکی ہے اور دوسرے شخص میں اصلاح کا کوئی پہلو باقی نہیں ہے بلکہ منافقت زیادہ بڑھ رہی ہے تو پھر وہاں آپ کو سختی سے اُس کا ردّ بھی کرنا ہوگا اور پھر اگر کہیں تعلق توڑنا پڑتا ہے تو تعلق بھی توڑنا ہوگا اور پھر اُس کے لئے مرکز کو رپورٹ بھی کرنی ہو گی۔ اس بات پر نہ رہیں کہ ہم یہ ٹھیک کر لیں گے اور پھر مصلحتاً ہم خاموش ہو گئے۔ یہ مصلحت جو ہے یہ بعض دفعہ برائیوں کو پھیلانے کا باعث بن جاتی ہے۔ اس لئے جہاں خلافت کے مقام کی تخفیف کا سوال پیدا ہوتا ہو وہاں اس بارہ میں کوئی مصلحت نہیں ہونی چاہئے۔ اس بات کو یاد رکھیں۔ اور خاص طور پر جب مربی بن کر آپ جہاں جہاں بھی جائیں گے، وہاں نوجوان نسل میں خلافت سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ تعلق دنیاوی تعلق نہیں ہے بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ تعلق محض لِلّٰہ ہونا چاہئے۔ لوگوں کو یہ باور کرانا ہے یا یہ realize کروانا ہے کہ اب اسلام کی ترقی خلافت کے ساتھ وابستہ ہے اور خلیفۂ وقت کی آواز کو سننا اور سمجھنا اور اُس پر عمل کرنا ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر آپ نوجوان نسل کو اس طرح سنبھال لیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نوجوان مربیان ان ممالک میں جہاں بھی گئے ہیں اور انہوں نے اس نہج پر کام کیا ہے تو وہاں بہت سارے نوجوان جو پیچھے ہٹے ہوئے تھے، دور ہٹے ہوئے تھے یا کسی وجہ سے اُن کے دلوں میں رنجشیں تھیں، وہ جماعت کے بہت قریب آئے ہیں اور خلافت سے اُن کا بڑا تعلق پیدا ہوا ہے۔ پس ایک مربی اور مبلغ کی میدانِ عمل میں یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ لوگوں کو خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو بڑھانا ہے اور پھر بڑھاتے چلے جانا ہے۔ نوافل کی ادائیگی ہے۔ نمازوں کی ادائیگی کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ دعائیں ہیں، اس میں بھی خاص ذوق ہونا چاہئے، اس کی عادت ڈالیں۔ درود شریف ہے، ذکرِ الٰہی ہے، اس طرف خاص توجہ رہنی چاہئے۔ اور جب یہ ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ ساتھ کے ساتھ جہاں آپ کے علم میں ترقی ہو رہی ہو گی وہاں روحانیت میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ترقی ہوتی چلی جائے گی۔ اور ایک مفید اور کارآمد مربی اور مبلغ آپ بن رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو میدانِ عمل میں کامیابیاں عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کرے کہ وہ مقصد پورا کرنے والے ہوں جس کی آپ سے توقع کی جاتی ہے اور ہمیشہ آپ خلافت کے سلطانِ نصیر بننے والے ہوں۔

اب دعا کر لیں۔

(اس کے بعد حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی)

☆......☆......☆......☆

سچ کہو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سچ کہو کہ کیا تم گناہوں سے اور تمام ان حرکات سے جو تقویٰ کے برخلاف ہیں ایسے ڈرتے ہو جیسا کہ ایک زہر ہلاہل کے استعمال سے انسان ڈرتا ہے؟

سچ کہو کہ کیا تم اس تقویٰ پر قائم ہو جس تقویٰ کے لئے قرآن شریف میں ہدایت کی گئی تھی؟

سچ کہو کہ وہ آثار جو سچے یقین کے بعد ظاہر ہوتے ہیں وہ تم میں ظاہر ہیں؟

تم اس وقت جھوٹ نہ بولو اور بالکل سچ کہو کہ کیا وہ محبت جو خدا سے کرنی چاہئے اور وہ صدق و ثبات جو اس کی راہ میں دکھلانا چاہیے وہ تم میں موجود ہے؟

تم خدائے عزوجل کی قسم کھا کر کہو کہ اس مردار دنیا کو جس صفائی سے ترک کرنا چاہئے کیا تم اُسی صفائی سے ترک کر چکے ہو؟ اور جس اخلاص اور توحید اور تفرید سے خدائے واحد لاشریک کی طرف دوڑنا چاہئے کیا تم اُسی اخلاص سے اُس کی راہ میں دوڑ رہے ہو؟

ریاکاری سے بات مت کرو اور لاف زنی سے لوگوں کو خوش کرنا مت چاہو کہ وہ خدا درحقیقت موجود ہے جو تمہارے ہر ایک قول اور فعل کو دیکھ رہا ہے۔ تم بات کرتے وقت اس قادر کا خیال کر لو جس کا غضب کھا جانے والی آگ ہے۔ وہ جھوٹی شیخیوں کو ایک دم میں جہنّم کا ہیزم کر سکتا ہے۔

سو تم سچ سچ کہو کہ تمارے قدم دنیا کی خواہشوں یا دنیا کی آبروؤں یا دنیا کے مال ومتاع میں پھنسے ہوئے ہیں یا نہیں؟ پس اگر تمہیں خدا پر یقین حاصل ہوتا تو تم اس زہر کو ہرگز نہ کھاتے اور قریب تھا کہ دنیا اس زہر سے مر جاتی اگر خدا یہ آسمانی سلسلہ اپنے ہاتھ سے قائم نہ کرتا۔‘‘ (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 471-472)

براعظم آسٹریلیا میں اسلام

ملک عمران احمد۔سڈنی۔آسٹریلیا

اسلام آسٹریلیا میں ایک اقلیتی مذہبی گروہ Minority Religious Group ہے اور 2011ء کی مردم شماری کے مطابق 476300 یا کل آبادی کا 2.25% حصہ مسلمان ہے۔اس طرح عیسائیت 64% ، دہریت 22.9% اور بدھ ازم 2.5% کے بعد اسلام آسٹریلیا کا چوتھا بڑا مذہبی گروہ ہے۔

(http//en.wikipedia.org/wiki/Islam_in_Australia)

اس دُور دراز کے براعظم میں اسلام کیسے پہنچا، ذیل میں اس کی مختصر تاریخ درج کی جاتی ہے:

آسٹریلیا اور مشرق بعید میں اسلام کی مختصر تاریخ:

عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آسٹریلیا باقی مہذب دنیا سے ہزاروں سال سے الگ رہا ۔ چنانچہ مشہور مورخ Blainey لکھتے ہیں کہ "اٹھارویں صدی میں جب ساری دنیا ایک ہو رہی تھی آسٹریلیا تب بھی اپنی دنیا آپ تھا۔ یہ ایک الگ دنیا تھی۔ یہ خطہ یورپ کے رسوم و رواج اور تجارت کے طریقوں سے بالکل ناواقف تھا حتیٰ کہ ہمالیہ اور سائبیریا کے برف زاروں میں بسنے والوں سے بھی بڑھ کر یہ لوگ باقی دنیا سے الگ تھلگ تھے"۔

(Blainey, Geoffrey. The Tyranny of distance; Sun Books Melbourne.1966 p. 2 http//www.multiculturalaustralia.edu.au/doc/cleland_islam.pdf)

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ آسٹریلیا میں صدیوں تک مشرق بعید، انڈونیشیا اور دیگر قریب کے جزائر کے رہنے والے آتے جاتے رہے۔مشرق بعید کے اس علاقے میں اسلام کی تاریخ بہت پرانی ہے۔عرب اور چین کے درمیان تانگ دور حکومت (608-907 عیسوی) کے دوران تجارت ہوتی تھی جس کا راستہ آسٹریلیا کے قریب اس کے شمال کی طرف سے ہو کر گزرتا تھا۔تاریخ میں ذکر ملتا ہے کہ 616 عیسوی میں آنحضورؐ کے چند صحابہ نے ایتھوپیا (حبشہ) سے Guangzhou (چین) کا سفر کیا جو ان صحابہ میں شامل تھے جو کفار کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت حبشہ کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ پھر وہ عرب واپس چلے گئے اور 21 برس کے بعد قرآن کریم کا ایک نسخہ لے کر لوٹے۔ انہوں نے ایک مسجد جو اب بھی "یادگار مسجد" Mosque of Rememberance کے نام سے موسوم ہے چین کے علاقے Kwang Ta میں بنائی۔مشرق بعید کے جزائر میں اسلام کی آمد کے بارے میں زمانہ یا تاریخ آسانی سے معین نہیں کئے جاسکتے۔بعض تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ نویں صدی عیسوی میں عرب تاجر اور ملّاح Nanhai اور مشرق بعید کی تجارت پر خاص اثر رکھتے تھے اور سماٹرا کے مغربی ساحل پر 674 عیسوی سے مسلمانوں کی ایک بستی تھی جبکہ 878 عیسوی تک دیگر مسلمان بستیاں پھیلنا شروع ہو گئیں۔

اسلام ان علاقوں میں تدریجاً پھیلا اور بہت سے تاریخ دانوں کے مطابق بارھویں صدی کے آخر میں جزائر میں رہنے والوں کے لئے اسلام ان کی زندگی کا اہم جزو تھا۔اس بات کے شواہد بھی ملتے ہیں کہ بعض عرب مسلمان سیاح آسٹریلیا کے شمال تک بھی پہنچے۔ چنانچہ 820ء میں محمد ابن موسیٰ الخوارزمی نے Java (جاوا) کے سمندر کا جو نقشہ بنایا تھا اس میں Cape York Peninsula ایک V کی شکل میں، Gulf of Carpentaria اور ایک گول Arnhem Land بھی بنایا۔

اس کے بعد 934ء میں ابواسحاق الفارسی استغاری کے بنائے ہوئے نقشے میں بھی آسٹریلیا کے شمالی ساحل کا خاکہ (Outline) موجود ہے۔

1350ء میں جب ابن بطوطہ نے سماٹرا کا سفر کیا تو اسلام وہاں اچھی طرح قائم ہو چکا تھا۔ اسی طرح بعض دوسرے سیاحوں نے بھی اپنے سفروں کی روداد اور یادداشتیں چھوڑی ہیں ۔ جیسا کہ مشہور چینی مسلمان ایڈمرل زینگ ہی (Zhang He) کی یادداشتیں۔ ان سے بھی آسٹریلیا سے ان کے رابطے کا سراغ ملتا ہے۔

1430ء اور اس کے بعد چینی سیاحوں کے بعد فارسی / ایرانی اور گجراتی ملّاحوں نے ان علاقوں کی طرف آنا شروع کیا جس کے نتیجے میں اسلام انڈونیشیا میں پھیلا۔اسی طرح جاوا اور اس کے گردونواح میں پہنچا۔Moluccas میں سولہویں صدی کے آغاز میں اور Macassar میں سترہویں صدی کی پہلی دہائی میں اسلام پہنچا۔یہ مسلمان Macassars اور Buginese ہی تھے جنہوں نے آسٹریلیا سے روابط قائم کئے۔

Macassar ملاح Southern Sulawesi سے اپنی کشتیوں، جنہیں Prahus کہا جاتا ہے، میں Darwin کی طرف سفر کیا کرتے تھے۔ وہ علاقہ جو آسٹریلیا میں Gulf of Carpentaria اور Kai Djawa میں Darwin کے مغرب کی جانب ہے۔

R.M اور C.H Berndt نے 1947ء میں ان جزائر کے رہنے والوں کے آسٹریلیا پر اثر اور اس کے نفوذ کا جائزہ لیتے ہوئے یہ تجویز کیا کہ Maregee رہنے والے آسٹریلیا کے قدیم باشندوں (Aboriginies) اور Macassar کے سولہویں صدی کے آغاز سے روابط تھے لیکن اس رابطے کا ٹھوس ثبوت 1751ء اور 1754ء کے درمیان ملتا ہے۔ پوباسو (Pobassoo) ایک Macassar Master (مکاسر ماسٹر) جو 6 کشتیوں (Prahus) کا مالک تھا 1803ء میں انگریز سیاح Flinders سے Arnham Land کے شمال مشرقی جانب Malay Roads پر اس کا آمنا سامنا ہوا۔گفتگو کے دوران Pobassoo نے بتایا کہ وہ گزشتہ 20 برسوں میں کئی دفعہ یہاں آچکا ہے۔Flinders مزید لکھتا ہے کہ یہ ملاح محمڈن (Mohammadan) تھے۔ ہر سال دسمبر میں جب ہوائیں جنوب کی سمت چلنا شروع ہوتیں تو یہ Macassar اپنے علاقوں سے نکل جاتے اور اپنے Prahus (کشتیوں) کے ذریعے آسٹریلیا کے ساحلی علاقوں Mareege وغیرہ پر کیمپ کرتے۔تقریباً 4 ماہ کے بعد جب سورج شمالی کرّہ کی طرف حرکت کرتا اور ہوائیں شمال کی طرف چلنا شروع ہوتیں تو یہ Macassar اپنے علاقوں کو واپس چلے جاتے اور مئی تک یہ سب چلے گئے ہوتے۔ جتنا عرصہ وہ آسٹریلیا میں رہتے وہ سمندری Slug اور Trepang (سمندری گھونگے کی قسم) پکڑتے، پکاتے اور خشک کر کے رکھ لیتے۔Trepang کی خصوصاً چائینز مارکیٹ میں بہت مانگ تھی جہاں یہ نہایت اعلیٰ اور نفیس غذا سمجھی جاتی تھی۔ Macassar کی یادگار پتھر کے بنے ہوئے چولہوں کے علاوہ Tare درخت اور ان کے بیج ہیں جو وہ چاولوں میں ذائقے کے لئے استعمال کرتے تھے اور بیج وہیں کیمپس کے قریب پھینک دیتے تھے۔Macassar اور Aboriginies کے درمیان باہمی روابط نے Aboriginies کی زبان پر بھی اثر ڈالا اور ان Macassar مسلمانوں نے آسٹریلیا کے Aboriginies پر گہرے اثرات چھوڑے جن کے نشانات ان کی ثقافت اور بعض رسوم ورواج میں بھی ملتے ہیں۔اسی طرح آسٹریلیا جب برٹش کالونی بنا تو Settlement کے دوران جن قیدیوں کو یہاں لایا گیا ان میں سے بھی 8 مسلمانوں کے نام ملتے ہیں۔

(A History of Islam in Australia by Bilal Cleland. http://www.islam.iinet.net.au/channel/islam_australia.html)

اسی طرح 1870ء کے قریب بہت سے مسلمان Malay غوطہ خوروں کو Western Australia اور Northern Territory کے پانیوں میں موتی ڈھونڈنے کے لئے لایا گیا اور 1875ء میں تقریباً 1800 مسلمان غوطہ خور Western Australia میں کام کر رہے تھے جن میں سے اکثر واپس اپنے گھروں کو چلے گئے۔

(http//en.wikipedia.org/wiki/Islam_in_Australia)

افغان ساربان (Afghan Cameleers)

اگرچہ جزائر کے رہنے والے مسلمان کئی صدیاں آسٹریلیا میں آتے جاتے رہے لیکن 1788ء کے بعد جب آسٹریلیا ایک برٹش کالونی بنا ان کی آمدورفت کئی پابندیوں کی وجہ سے بہت کم ہو گئی۔ چنانچہ آسٹریلین معاشرے پر وہ کوئی قابل ذکر اثر نہ چھوڑ سکے لہذا آسٹریلیا میں مسلمانوں کی باقاعدہ آمد اور تاریخ پر ان کا دیرپا اثر افغان مسلمان ساربانوں کی آمد سے شروع ہوا۔

انیسویں صدی کے وسط میں آسٹریلیا میں پیدا کردہ اُون کی یورپ کی منڈیوں میں بے حد مانگ تھی اور یہ واضح ہو گیا تھا کہ جو قیدی یا مزدور اس وقت آسٹریلیا میں موجود تھے وہ ناکافی تھے لہٰذا مزدوروں کو بھرتی کرنے اور مزدوروں کو بیرون ممالک سے بلانے کی بہت سی سکیمیں تیار کی گئیں۔

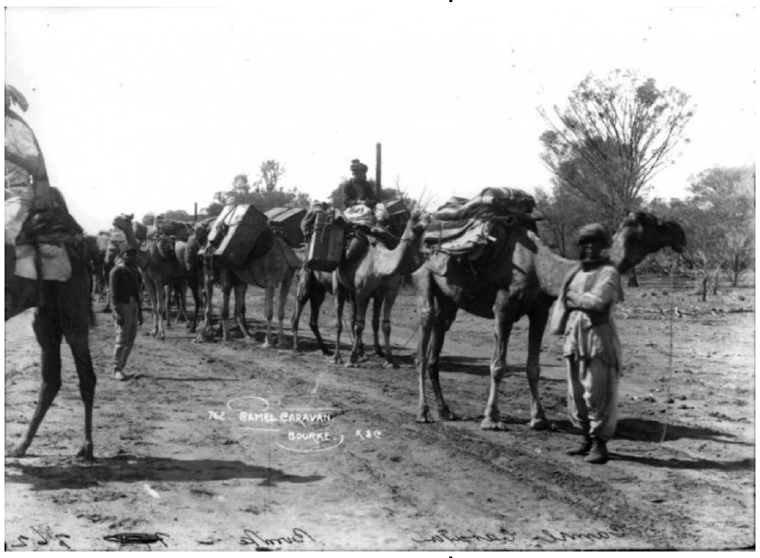

1850ء کی دہائی میں سونے کی دریافت کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے آسٹریلیا کا رخ کرنا شروع کیا ۔ صرف وکٹوریہ میں 1851ء سے 1861ء کے 10 سال کے دوران آبادی 97489 سے بڑھ کر 539764 تک پہنچ گئی جس کے نتیجے میں نئے زرعی فارمز اور اسی طرح آسٹریلیا کے اندرون میں نئے راستوں اور جگہوں کو ڈھونڈنے اور آباد کرنے کی ضرورت بڑھ گئی۔اس وقت تک ذرائع نقل و حرکت کے لئے زیادہ تر گھوڑے اور بیل استعمال کئے جاتے تھے لیکن آسٹریلیا کے وسیع و عریض ریگستانوں اور بنجر اور خشک ریگزاروں میں سواری کے یہ جانور ناکام ثابت ہوئے۔ چنانچہ ایک متبادل ذریعہ ڈھونڈنے کی کوششیں شروع ہوئیں اور یہ طے پایا کہ آسٹریلیا کے سخت دشوار اور خشک اندرونی حصہ کے لئے اونٹ سب سے بہتر ذریعہ ہیں۔

1846ء میں جب پہلی دفعہ ایک اونٹ Horrock (مہم جُو کا نام) مہم کے لئے استعمال کیا گیا تو ایک حادثے میں Horrock خود اونٹ کی وجہ سے سخت زخمی ہو گیا۔ چنانچہ فیصلہ یہی کیا گیا کہ اونٹوں کے ساتھ ایسے لوگ بھی بلائے جائیں جو ان اونٹوں کو چلا سکیں ورنہ اونٹ بغیر ساربانوں کے منگوانا بے فائدہ ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے Burke & Wills کی مہم میں شامل ہونے کے لئے 9 جون 1860ء کو 24 اونٹ اور 3 ساربان پورٹ میلبورن پہنچے۔ یہ آسٹریلیا کے اندرون کی طرف پہلی باقاعدہ مہم تھی ۔ اس میں بھی کئی لوگ اور جانور مارے گئے لیکن ایک بات ثابت ہوگئی کہ آسٹریلیا کے اندرون میں بنجر اور خشک راستوں کے لئے اونٹ ہی مفید جانور ہیں۔

چنانچہ اسی بات کے پیش نظر اس وقت کے ایک سرمایہ دار Thomas Elder Smith اور اس کے ساتھی Samuel Stuckey نے برصغیر سے اونٹ اور ساربان منگوانے کا فیصلہ کیا جس کے لئے Samuel Stuckey 1862ء میں بمبئی گیا اور وہاں سندھ کے کمشنر کی وساطت سے خان بہادر مراد خان صاحب سے، جو ایک معزز رئیس تھے، اس کی ملاقات ہوئی۔ Samuel Stuckey خان بہادر مراد خان صاحب کے ساتھ سندھ کے ریگستان بھی گیا اور اونٹ اور ساربانوں کو 3,3 سال کے Contract پر آسٹریلیا جانے پر رضامند کیا۔ لیکن ان دنوں امریکہ اور برطانیہ کے درمیان جنگ کے خدشہ کے پیش نظر کوئی جہاز مناسب داموں میں نہ مل سکا چنانچہ یہ مہم 3 سال تک معرض التواء میں رہی اور بالآخر 1865ء میں Samuel Stuckey خان بہادر مراد خان صاحب کی وساطت سے 124 اونٹ اور 31 ساربان لے کر آسٹریلیا پہنچا۔ ان دنوں تقریباً 3 ماہ کا عرصہ کراچی سے آسٹریلیا پہنچنے میں لگتا تھا۔ یہ آغاز تھا اور اس کے بعد آئندہ 5 دہائیوں کے دوران تقریباً دو ہزار ساربان اور بیس ہزار اونٹ برصغیر اور افغانستان وغیرہ سے آسٹریلیا آئے۔ ان ساربانوں میں زیادہ تر افغان تھے۔اس لئے ان ساربانوں کو افغان کہا جانے لگا۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ تمام ساربان صرف افغان، پشتون یا بلوچ ہی نہیں تھے بلکہ کئی پنجابی اور برصغیر کے دوسرے علاقوں سے تعلق رکھنے والے بھی تھے۔ حضرت حسن موسیٰ خان صاحبؓ نے اپنی کتاب History of Islamism in Australia میں آسٹریلیا میں موجود مسلمانوں کے قبائل اور ان کی قوموں کا بھی ذکر کیا ہے کہ ان کا تعلق کس قوم اور قبیلے سے تھا۔

ان مسلمان افغان ساربانوں نے اندرون آسٹریلیا میں نئے راستے دریافت کئے۔ انہوں نے کئی علاقوں، کانوں اور قصبوں کو ملانے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ چنانچہ 1870ء میں پورے آسٹریلیا میں Telegraph کی تار بچھانے (اس Telegraph کے ذریعہ آسٹریلیا اور لندن کا رابطہ ممکن ہوا) اور ریلوے لائن بنانے میں ان ابتدائی مسلمان افغان ساربانوں نے نہایت اہم کردار ادا

کیا۔ بعض یورپین بھی سارباں تھے لیکن مسلمان اونٹ بردار بہت جفاکش، محنتی اور ماہر تھے۔ ان کے لئے اونٹ صرف سامان ڈھونے والا ایک جانور ہی نہیں تھا بلکہ ایک ایسا جانور تھا جسے قرآن کریم نے Blessed Animal کہا ہے۔ تمام اونٹ برداروں نے اپنے اونٹوں کو نام دے رکھے تھے اور ان کو ان کے نام سے ہی پکارتے تھے۔

(Tin Mosques & Ghantowns, Christine Stevens; Oxford University Press Australia 1989, Chapter 1 (Background and Immigration) http://www.southaustralianhistory.com.au/afghans.htm)

1880ء کی دہائی میں کئی افغانوں نے اونٹوں اور ساربانوں کو برصغیر سے بلانے کا اپنا کاروبار کھول لیا اور 1890ء تک اس کاروبار کو تقریباً سب کے سب افغان ہی چلا رہے تھے۔

1890ء کی دہائی میں Kalgoorlie اور Coolgardie میں سونے کی دریافت سے اونٹوں کی مانگ بہت بڑھ گئی اور سارے آسٹریلیا میں اونٹوں کے لئے نقل و حرکت کا ایک وسیع نیٹ ورک بن گیا۔

یہ افغان اپنے اونٹوں پر اون، Minerals (دھاتیں) پانی اور دیگر سامان تجارت لادے سارا سارا دن صبح سے شام تک چلتے اور اس طرح کئی مہینوں تک، ہزاروں میل چلتے ہوئے آسٹریلیا کے ایک سرے سے دوسرے کنارے تک پہنچتے۔ جہاں نماز کا وقت ہوتا، نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ شام کے وقت جہاں مناسب سمجھتے ڈیرہ لگا لیتے، چائے پیتے، حقے کے کش لگاتے اور اپنے علاقوں کی لوک کہانیاں سناتے اور باتیں کرتے۔

آسٹریلیا کے وسیع ریگستانوں اور دور دراز کے قصبوں اور وادیوں میں بنی چھوٹی چھوٹی سی مساجد جو بعض اوقات گارے، مٹی اور ٹین کی چھتوں سے بنائی گئی تھیں ان مسلمان افغان اونٹ برداروں کی یادگار ہیں۔

آسٹریلیا میں بنائی جانے والی ایک پرانی مسجد کے آثار

یہ افغان آغاز میں 3 سال کے کنٹریکٹ پر یہاں آئے تھے لیکن اکثر ایسے تھے جو لمبا عرصہ یہاں رہے اور جب اونٹوں کی مانگ ختم ہوگئی یہ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ لیکن کئی ایسے بھی تھے جو یہیں رہ گئے۔ بعض نے یہیں شادیاں کیں اور ان کی اولادیں اس معاشرے میں ہی گھل مل گئیں۔ لیکن بعض ایسے غریب الوطن بھی تھے جو آسٹریلیا کے جنگلوں اور صحراؤں میں وفات پا گئے۔ آج بھی آسٹریلیا کے پرانے قبرستانوں میں بے نام و بے نشان قبریں ان ابتدائی مسلمانوں کی یادگار ہیں۔ یہ لوگ اکثر ان پڑھ اور انگلش زبان سے بالکل نابلد تھے اور اپنے مذہب اور ثقافت کی وجہ سے یورپی مزاج اور تمدن کے ساتھ بالکل بھی گھل مل نہ سکے۔ لہٰذا Aboriginies کی طرح اکثر ان ابتدائی مسلمانوں کو بھی یورپین آبادکاروں کے تعصب اور مذاق کا نشانہ بننا پڑا۔ یہ مسلمان اکثر قصبوں کے گرد و نواح کی آبادیوں میں شہر یا قصبے کے مرکز سے دور رہتے تھے اس کے نتیجے میں ان علاقوں کو Ghan Towns کہا جانے لگا۔ Ghan درحقیقت Khan کا بگڑا ہوا تلفظ ہے اور آج بھی ایڈیلیڈ سے بروم تک آسٹریلیا کے وسط میں چلنے والی ٹرین کا نام ان افغان مسلمانوں کی یاد کے طور پر Ghan Express ہے اور اسی طرح William Gosse جو Uluru (پتھر کی قدیم چٹان جو قدیمی تہذیب کا گہوارا ہے) کو دیکھنے والا پہلا یورپی تھا اس نے Uluru کے پاس ہی ایک کنوئیں کا نام اپنے راہنما اونٹ بردار کے نام پر "کامران کا کنواں" (Kamran Well) رکھا۔

آسٹریلیا کے ساحلی اور بڑے شہروں کو اندرون آسٹریلیا کے چھوٹے شہروں اور قصبوں سے ملانے کے لئے افغان ساربانوں نے جو کام کیا وہ تاریخ آسٹریلیا میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ چنانچہ 1902ء میں جب سخت قحط پڑا تو اس وقت کے اٹارنی جنرل کو Commissionar of Affidevits John Edward کی طرف سے ایک خط ملا جس میں تحریر تھا:

"It is no exaggeration to say that if it had not been for the Afghans and their Camels; Wilcannia, White Cliffs, Tibooburra, Milperinka and other Towns, each centres of considerable population, would have practically ceased to exist."

یعنی "یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کہ اگر افغان اور ان کے اونٹ نہ ہوتے تو Wilcannia، White Cliffs، Tibooburra، Milperinka اور کئی دیگر قصبے اور ان کے مکین صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے۔"

(http://uncommonlives.naa.gov.au/muslim-journeys/stories/cameleers-and-hawkers.aspx)

اونٹ ایک وقت میں 200 کلو سے 300 کلو یا بعض اوقات 600 کلو تک وزن اٹھا کر ریگستان میں کئی کئی دن پانی پینے کے بغیر چلتے رہتے۔ افغان ساربانوں کے اندرون آسٹریلیا میں جو اکثریت والے قصبے تھے ان میں Marree، Broken Hill، Oodnadatta، Coolgardie، Bourke وغیرہ شامل تھے بلکہ Marree کو تو Little Afghanistan یا Little Asia بھی کہا جاتا تھا۔

مسلمانوں اور دیگر یورپین گروپس کے درمیان بعض اوقات جھگڑوں کے واقعات بھی تاریخ میں ملتے ہیں۔ بالآخر 1901ء میں گورنمنٹ کی White Australian Immigration Policy/ Restriction Act 1901 کے بعد ان مسلمانوں کا آسٹریلیا آنا مشکل ہوگیا۔ ان افغانوں کو بعض اوقات Dictation Test دینا پڑتا تھا جو ان پڑھ افغانوں کے لئے بہت مشکل تھا۔ بالآخر 1920ء کی دہائی میں ریلوے اور دیگر ذرائع نقل و حمل کی ایجاد اور آسٹریلیا میں ان ذرائع آمد و رفت کی آمد سے اونٹوں کی مانگ کم ہوتے ہوتے بالکل ختم ہوگئی۔ گورنمنٹ نے اونٹوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ان کو مارنے کا فیصلہ کیا لیکن اکثر افغان ساربانوں نے یہ برداشت نہ کیا اور اپنے اونٹوں کو آسٹریلیا کے وسیع و عریض ریگستانوں میں کھلا چھوڑ دیا اور خود اکثر اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے۔ آج بھی آسٹریلیا کے وسط میں پھیلے ہوئے سرخ ریگستان (Red Desert) میں ہزاروں اونٹ آزادانہ گھومتے ہمیں ان کے مالکوں افغان مسلمانوں کی یاد دلاتے ہیں اور اس ریگستان کی فضاؤں میں Hoosh! Hoosh! (یہ الفاظ افغان اپنے اونٹوں کو گھٹنوں کے بل بٹھانے کے لئے بولا کرتے تھے) کے الفاظ غالباً ہمیشہ کے لئے تحلیل ہو کر رہ گئے ہیں۔

آسٹریلیا میں مسلمانوں کی پہلی مسجد

آسٹریلیا میں مسلمانوں کی پہلی مسجد 1861ء میں Marree کے مقام پر ایک سارباں عبدالقادر نے بنائی۔

مسجد ساری دنیا میں مسلمانوں کی وحدت کی اکائی ہے۔ چنانچہ آسٹریلیا کے وسیع و عریض براعظم کے چھوٹے اور بڑے قصبوں میں جہاں بھی یہ افغان مسلمان کچھ عرصہ کے لئے اکٹھے رہے انہوں نے اپنے لئے مساجد بنا لیں۔ چنانچہ Marree، Broken Hill اور اسی طرح کئی دوسرے قصبوں میں بھی آغاز میں مٹی، گارے اور ٹین کی چھت کی مساجد بنائی گئیں۔ جن میں سے اکثر اب خالی ہیں۔ کبھی کوئی مسلمان سیر کرتے اگر ان قصبوں تک جاتے ہیں تو ضرور ان مساجد میں بھی جاتے، نوافل ادا کرتے اور ان افغان ساربانوں کے لئے دعا کرتے ہیں جن کے ذریعے اسلام اور اس کا تعارف اس دور دراز کے براعظم میں پہنچا۔ آسٹریلیا کے بڑے شہروں میں ان افغان اور دیگر مسلمانوں کے چندوں کے ذریعہ جو مساجد بنیں ان میں سب سے پہلی مسجد 1888ء میں ایڈیلیڈ میں بنائی گئی اور 1903ء اس مسجد میں چار میناروں کا بھی اضافہ کیا گیا۔ اس مسجد میں دور دراز علاقوں جیسے Broken Hill اور Kalgoorlie وغیرہ سے بھی مسلمان عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ منانے کے لئے آیا کرتے تھے۔

(Tin Mosques & Ghantowns, Christine Stevens; Oxford University Press Australia 1989, Chapter 6 (Mullah, Mosques and Religious Practices)

ایڈیلیڈ کے بعد 1905ء میں پرتھ اور 1908ء میں Brisbane میں Mohammadan Mosques بنائی گئیں۔ ان مساجد کو بنانے والے تو اللہ کو پیارے ہو گئے لیکن اللہ کے ذکر کو بلند کرنے کے لیے جو مساجد ان مسلمانوں نے بنائیں وہ اب بھی قائم ہیں۔

Philip Jones اپنی کتاب Australia's Muslim Cameleers Pioneers of the Inland 1860s-1930s کے آغاز میں لکھتا ہے:

"1952ء کے موسم گرما کے ایک روز بوسنیا سے ہجرت کرکے آسٹریلیا آنے والے ایک نوجوان اور اس کے چند ساتھیوں نے Adelaide مسجد کے گیٹ کو کھولا تو اس نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا۔ انگور کی بیلوں کے چھدرے سائے میں چھ سات بوڑھے پگڑیاں پہنے بیٹھے تھے۔ ان میں سب سے چھوٹے کی عمر 87 برس جبکہ سب سے بڑے کی عمر 117 سال تھی۔ وہ ان چند آخری مسلمان ساربانوں میں سے تھے جو اپنے وطنوں کو واپس نہیں جا سکے بلکہ ہمیشہ کے لئے اسی جگہ کے ہو رہے اور آخر کار اس دور دراز کے خطے میں ہی دم توڑ دیا"

(Australian Muslim Cameleers Pioneers of the Inland 1860s-1930s by Philip Jones Anna Kerrary; P. 9)

افغان مسلمانوں نے آسٹریلیا کے Outback کی تعمیر اور اس کے مختلف حصوں تک رسائی میں جو کردار ادا کیا وہ کئی دہائیوں تک تاریخ اور گورنمنٹ کے کاغذوں میں دفن رہا لیکن گذشتہ چند سالوں میں کئی محققین نے آسٹریلیا کی تاریخ کے اس اہم حصے پر کام کیا اور کئی کتابیں اس موضوع پر لکھیں جن میں 1980ء کی دہائی میں لکھی گئی 3 کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

1. Tin Mosques & Ghan Town by Christine Stevens
2. The Afghans in Australia by Michael J. Cigler
3. In the tracks of the Camelmen: Outback Australia's most exotic Pioneers by Pamela Rajkowski

اسی طرح 2007ء میں ساؤتھ آسٹریلیا میوزیم نے ان افغان مسلمان ساربانوں پر ایک خاص نمائش کا انتظام کیا جسے سارے آسٹریلیا میں مختلف حصوں میں دکھایا گیا اور اس نمائش پر مبنی ایک کتاب Australia's Muslim Cameleers Pioneers of the Inland 1860s-1930s by Philip Jones and Anna Kenny بھی مرتب کی گئی۔

افغان مسلمانوں کے بعد

بیسویں صدی کے آغاز میں White Australia Policy کی وجہ سے مسلمانوں کا آسٹریلیا آنا مشکل ہوگیا۔ اس پالیسی کے مطابق صرف ایسے لوگ یہاں آسکتے تھے جن کا تعلق یا تو انگلینڈ اور آئرلینڈ سے ہو اور یا ان کے عزیز آسٹریلیا میں رہتے ہوں تاکہ دیگر، خصوصاً مشرقی ممالک سے آنے والے لوگ آسٹریلین جو برطانوی یا یوں کہنا چاہیئے، یورپین معاشرہ تھا اس میں بگاڑ یا عدم توازن پیدا نہ کریں۔ تاہم بعض مسلمان تب بھی آسٹریلیا آنے میں کامیاب ہوئے۔ 1920 اور 1930ء کی دہائی میں البانین مسلمانوں کو آسٹریلیا میں آباد ہونے کی اجازت دی گئی۔ جن کا یورپین Herritage (ورثہ) غالباً White Australia Policy سے مطابقت رکھتا تھا۔ البانین مسلمانوں نے اپنی پہلی مسجد 1860ء میں وکٹوریہ کے ایک قصبے Shepperton میں بنائی جبکہ میلبورن میں اپنی پہلی مسجد 1963ء میں بنائی۔

جنگ عظیم دوئم کے بعد آسٹریلیا میں آبادی کے اضافہ اور اقتصادی ترقی کے لئے آسٹریلیا کی امیگریشن پالیسی کو وسعت دینے کے بارے میں غور کیا گیا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی بڑی تعداد جو کہ بلقان خصوصاً بوسنیا اور ہرزیگوینا سے بے گھر ہو کر آنے والوں کی تھی، اسے آسٹریلیا میں آباد کیا گیا۔

اس کے علاوہ 1967ء سے 1971ء کے دوران تقریباً دس ہزار ترک، آسٹریلیا اور ترکی کے درمیان معاہدے کے تحت آسٹریلیا آکر آباد ہوئے۔

1970ء کے بعد امیگریشن کے حوالے سے گورنمنٹ آسٹریلیا کے رویے میں ایک نمایاں تبدیلی نظر آتی ہے۔ غیر ملکیوں کو ایک تو نہ بلانے اور پھر ان کو اپنے معاشرے میں ضم نہ کرنے کی کوشش کی بجائے حکومت نے Multi Culturalism کو فروغ دینا شروع کیا جس کے نتیجے میں اب کئی ممالک کی ثقافتیں، رسوم و رواج اور فیسٹیول آسٹریلین معاشرہ اور تہذیب کا حصہ بنتے چلے جا رہے ہیں۔

21ویں صدی کے آغاز تک 60 سے زائد ممالک سے تعلق رکھنے والے مسلمان آسٹریلیا میں آباد ہیں۔ جن میں اکثریت بوسنیا، ترکی اور لبنان سے آئے ہوئے مسلمانوں کی ہے جبکہ انڈونیشیا، ملائیشیا، ایران، فجی، البانیا، سوڈان، مصر، فلسطین، عراق، افغانستان، پاکستان اور بنگلہ دیش سے آئے ہوئے مسلمان بھی ایک بڑی تعداد میں آباد ہیں۔

(http://en.wikipedia.org/wiki/Islam_in_Australia)

حضرت شیخ نور احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(شیخ رشید احمد۔ ویمبلڈن۔ لندن)

میرے دادا کا نام شیخ نور احمد صاحب تھا۔ ان کے متعلق والد صاحب (حضرت شیخ محمد حسین صاحبؓ) بتاتے تھے کہ وہ چنیوٹ سے تعلق رکھنے والے تاجر تھے اور کلکتہ اور مدراس میں تجارت کیا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں لوگ امام مہدی کا انتظار کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ اپنے تجارتی سفر سے واپس آ رہے تھے کہ لاہور میں انہیں معلوم ہوا کہ قادیان میں کسی نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لہٰذا وہ قادیان چلے گئے۔ میرے والد صاحب نے مجھے بتایا کہ دادا جان بتایا کرتے تھے کہ میں تاجر ہوں اور آدمیوں کو خوب پہچان سکتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چہرہ پر نظر ڈالتے ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ آدمی بالکل سچا ہے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کی کہ m>یں نے آپ کی بیعت کرنی ہے۔ حضورؑ نے اس درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا اور ان کی بیعت لے لی۔

مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے الفضل میں ''ربوہ کی تاریخ اور روحانی پسِ منظر'' کے عنوان سے ایک مضمون میں بھی ان کا ذکر کیا ہے'' کہ 4/ستمبر 1890ء کو چنیوٹ کے ایک اصلی باشندہ میاں نور احمد صاحب اس پاک جماعت سے وابستہ ہوئے۔ آپ ان دنوں اپنے کاروبار کے سلسلہ میں کلکتہ میں محلّہ کو ہلوٹولہ کوٹھی نمبر 3/ میں مقیم تھے۔'' (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 26/مارچ 1999ء)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان کا نام اپنی تصنیف 'کتاب البریّۃ' میں اپنی جماعت کے ناموں میں نمبر 199/ میں درج فرمایا تھا۔

میرے دادا جان کے خاندان کے بزرگ دراصل راجستھان کے رہنے والے تھے اور مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے جودھ پور میں ایک مسجد بھی بنوائی تھی اور کسی وجہ سے ہجرت کر کے چنیوٹ میں آباد ہوئے تھے۔ یہ خاندان حافظ شہادت کے نام سے مشہور تھا اور بہت معزز سمجھا جاتا تھا۔

میں نے والد صاحب سے ان کے خاندان کے نام (حافظ شہادت) کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے خاندان کی ہر پشت میں بڑا لڑکا قرآن شریف حفظ کیا کرتا تھا اور ایک لڑکا جہاد میں حصہ لے کر شہادت کا رتبہ حاصل کرتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایک پرانے نسخہ قرآن مجید کی جلد کے ساتھ والے خالی صفحہ پر شجرہ نسب لکھا ہوا دکھایا جہاں ہر پشت کے ایک نام کے ساتھ حافظ اور ایک کے ساتھ شہید درج تھا۔ اور مسلسل 6/یا 7/ پشتیں اسی طرح تھیں۔

میرے دادا کی اپنی بیعت کے کچھ عرصہ بعد جب کبھی پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو حضور نے ان سے دریافت فرمایا کہ آپ کے کتنے بچے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ دو بیٹے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ آپ ان کو قادیان میں پڑھنے کے لئے بھیج دیویں۔ اس زمانہ میں قادیان کی بہت تھوڑی سی آبادی تھی۔ میرے دادا کچھ سوچ میں پڑ گئے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے جو پاس ہی تشریف فرما تھے ان کی فکر کو بھانپتے ہوئے فرمایا کہ شیخ صاحب مجھے معلوم ہے کہ آپ کیوں پریشان ہیں؟ میرے دادا جان نے پوچھا کہ مجھے بھلا کیا پریشانی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ اگر میں نے میرزا صاحب کی بات مانی تو بچے کہاں رہیں گے۔ آپ پریشان نہ ہوں آپ کے بچے میرے گھر رہیں گے۔ چنانچہ میرے تایا اور میرے والد قریباً اڑھائی سال حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کے گھر رہتے رہے اور حضرت امّاں جان (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) ان کے قیام اور طعام کا انتظام فرماتی رہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو اس کی اعلیٰ جزا دیوے۔ آمین۔ پھر جب قادیان میں سکول کے بورڈنگ ہاؤس کا قیام ہوا تو میرے والد اور تایا جان ابتدائی بورڈرز میں سے تھے جو وہاں داخل ہوئے۔

دادا جان کی احمدیت قبول کرنے کی خبر جب چنیوٹ والوں کو ملی تو وہاں بہت مخالفت شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ سنا ہے کہ بعض قریبی رشتہ داروں نے بھی ان کو پتھر مارے۔ بہر حال چونکہ وہ تاجر تھے وہ اپنی تجارت کے سلسلہ میں باہر ہی رہے۔ اور جب تجارت چھوڑی تو وہ میرے والد صاحب کے پاس فیروز پور آ گئے۔ چنیوٹ میں گو کہ ان کا اپنا مکان کلکتی محلّہ میں تھا مگر وہاں رہنا پسند نہ کیا۔

والد صاحب نے فیروز پور میں رہنے کے زمانہ کی ایک بات کا ذکر کیا تھا کہ وہ کشمیر تحریک کے زمانہ میں وہاں کی ایک جگہ ''شوپیاں'' میں کچھ عرصہ کے لئے بھجوائے گئے تھے۔ میں نے بہت چھوٹی عمر میں ان کو دیکھا ہوا ہے۔ ان کی وفات اغلباً 1934ء یا 1935ء میں فیروز پور میں ہی ہوئی۔

ٹوگو (مغربی افریقہ) کے دارالحکومت لومے کے تجارتی و ثقافتی میلے میں

اسلامی لٹریچر پر مشتمل جماعت احمدیہ کا بُک سٹال

رپورٹ: محمد عارف (لیہ) گل، مبلغ سلسلہ، ٹوگو، افریقہ

براعظم افریقہ کے ملک ٹوگو کے دارالحکومت لومے میں گزشتہ چند سالوں سے ایک تجارتی و ثقافتی میلہ منعقد ہو رہا ہے جو رفتہ رفتہ ترقی کرتے ہوئے عالمی حیثیت اختیار کر چکا ہے کیونکہ اس میں افریقہ کے بعض ممالک کے علاوہ یورپ سے بھی لوگ اپنی مصنوعات پیش کرنے کے لئے شامل ہو رہے ہیں۔ انتظامات میں وسعت کی وجہ سے حکومت نے خصوصی طور پر بڑے بڑے ہال بنا رکھے ہیں اور ان ہالز کے اندر کیبن بنائے ہوئے ہیں۔

امسال یہ میلہ 28 نومبر سے 16 دسمبر 2013ء جاری رہا جس کے افتتاح کے لئے قومی اسمبلی کے صدر تشریف لائے۔ افتتاحی تقریب میں ٹوگو کی تقریباً تمام معروف سیاسی شخصیات کے علاوہ مختلف ممالک کے سفراء کرام اور ملک GABON کے وزیر تجارت بھی مدعو تھے۔ خاکسار کو اس تقریب میں جماعت احمدیہ ٹوگو کی نمائندگی کا موقع ملا۔

اس میلہ کے شرکاء اپنے کیبنز کو دوسروں سے منفرد ظاہر کرنے کے لئے آرائش و زیبائش کے لئے طرح طرح کی اشیاء کا استعمال کرتے ہیں لیکن ہمارا انداز سب سے نرالا ہوتا ہے کیونکہ ہم خوبصورتی کے لئے بھی دینی طریقے استعمال کرتے ہیں۔ ہم نے اسٹال کو مختلف جماعتی بینرز سے سجایا، حقیقی رونق پیدا کرنے اور زائرین کی توجہ کھینچنے کے لئے خلفاء احمدیت کی تصاویر بمع تعارف آویزاں کیں۔ اس طرح ہر گزرنے والا بے اختیار رُک کر دیکھتا اور ان کے بارے میں سوالات کرنے لگتا یوں تبلیغ کا کام بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا۔

امسال ہال کے داخلی راستے پر ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کے علاوہ ''صد سالہ خلافت جوبلی'' کے بینرز بھی آویزاں کیے گئے تھے جس پر ہال میں داخل ہونے والے کی نظر پہلے ان خوبصورت بینرز پر پڑتی۔

اس بُک اسٹال پر فرنچ جماعتی کتب کے علاوہ بعض عربی کتب بھی رکھی گئیں جو لبنان، مراکش، الجزائر و دیگر عرب ممالک سے آنے والے احباب کی توجہ کا مرکز بنتی رہیں۔ اسٹال پر تشریف لانے والے افراد کو جماعتی پمفلٹ بھی دیئے گئے۔ امسال بفضلہٖ تعالیٰ ہمیں کثیر تعداد میں جماعتی کتب فروخت کرنے کا موقع ملا اور ایک بڑی تعداد تک جماعت احمدیہ کا حسین و منفرد پیغام بھی پہنچایا گیا۔ کثیر تعداد میں زائرین سے تبلیغی بحثیں بھی ہوتی رہیں۔

ہمارے اسٹال پر ٹوگو کے وزیر تجارت و وزیر صنعت بھی تشریف لائے اور اسٹال کی بہت تعریف کی، اور اسٹال کے باہر ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کا بینر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آج دنیا میں امن پیدا کرنے کے لئے اس پر عمل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے بعد انہیں قرآن پاک کا خوبصورت تحفہ پیش کیا گیا جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا۔

☆......امسال بک سٹال کو چھ ہزار افراد نے وزٹ کیا اور 478 000F کا لٹریچر فروخت کیا گیا۔

☆......امسال بک سٹال پر کل 425 کتب فروخت کی گئیں۔

☆......بک سٹال پر مختلف عناوین کے تحت 8000 لیف لیٹس تقسیم کیے گئے۔

بقیہ رپورٹ: جلسہ سالانہ بینن از صفحہ 15

☆ آرمی سائیکالوجی لیفٹیننٹ جناب ادریسو اومے صاحب نے اپنے احمدی ہونے کی کہانی سنائی اور پھر کھانے کی میز پر اپنا اظہار خیال کیا کہ مجھے یہاں جلسہ میں آ کر بڑی شدت کے ساتھ محسوس ہو رہا ہے کہ میں نے احمدیت قبول کرنے میں بہت دیر کر دی۔ کیوں نہ پہلے احمدی مسلمان ہو گیا۔

☆ کونسلر آف ریپبلک سنٹرل افریقہ نے کہا کہ احمدیت کا یہ سبق مجھے بہت پسند ہے۔ محبت، محبت اور سب سے محبت۔

☆ ڈاکٹر احمد صاحب نے کہا کہ آج کل میرے ذہن میں یہ سوال بہت اٹھ رہا ہے کہ حضرت آدم، موسیٰ، نوح علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتیٰ کہ تمام انبیاء کو ماننے کے لیے ان کی قوموں نے کیوں دیر کر دی۔ ہمیشہ سچائی کو شروع میں بہت کم لوگوں نے کیوں مانا اور بعد میں زیادہ کثرت ہوئی۔ سچائی کس طرح پہچانی جاتی ہے۔ سچے کون ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور جب بھی میرے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتے ہیں میں اپنے دوستوں احمدیوں کے پاس جاتا ہوں اور ان سوالات کا حل پاتا ہوں اور یہ بات بڑی یقینی ہے کہ احمدیوں میں بنیادی چیز دوسروں سے محبت ہے۔ احمدیت میں تعلیم بڑی واضح ہے اور اخلاقیات عمدہ۔ بغیر تفریق رنگ و نسل و قوم سب سے محبت۔ نفرت کا نام نہیں۔ ان سب کے لئے دعا کریں جنہوں نے ابھی اس پیغام کو نہیں مانا اور میرے لئے بھی کہ اللہ میرے دل کے بھی پردے جلدی کھول دے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیوں ابھی تک میں قبول نہیں کر پا رہا۔ بہت دعا کریں میرے لئے بھی۔

☆ وائس پریذیڈنٹ آف انٹر ریلیجنز کونسل نے کہا کہ احمدیت میں Discipline, Organisation, اور Sense of Tolerance اور امن قائم کرنے کی سچی تڑپ اور پیاس نے میرے دل کو موہ لیا ہے۔

☆ مادام گراس لوانی سابق مشیر صدر مملکت بینن نے کہا کہ اس جلسہ کی تمام تقاریر بہت ضروری اور عمدہ عنوان پر تھیں اور یہی حقیقت ہے کہ اگر تمہارا خدا سے تعلق نہیں تو تم اس کی مخلوق کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اگر آپس میں محبت نہیں تو امن کا قیام ناممکن ہے۔ امن آشتی گھروں سے شروع ہوتی ہے اور ملکوں میں ترقی دیتی ہے۔ میاں بیوی، بہن بھائی کا آپس میں سلوک، انسان کا انسان کے ساتھ امن کا سلوک ہی امن قائم کر سکتا ہے اور احمدیت کی یہ کوشش قابل قدر ہے''۔

ان اتھارٹیز کے اظہار خیال کے بعد آج کے سیشن کی آخری تقریر محترم عبدالخالق صاحب مشنری انچارج نائیجیریا کی تھی۔ آپ نے ''کرائسز کی وجوہات اور ان کے حل کے لئے اسلام کے راہنما اصول'' کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ کی تقریر انگریزی زبان میں تھی جس کا فرنچ اور مقامی زبانوں میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ اور پھر محترم امیر صاحب بینن نے اختتامی دعا کروا کے جلسہ برخاست کیا۔

اختتامی دعا کے ہوتے ہی فدائیان اسلام و احمدیت کا نعرہ ہائے تکبیر کا جوش اور لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کا ورد نیز نظموں کے ذریعے پُر کیف ماحول نے ایک دفعہ پھر پنڈال کا سماں باندھ دیا۔ اور اس یکجہتی اور محبتِ اسلام و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتھارٹیز پر بہت اثر کیا کہ کمشنر امیگریشن نے چلتے چلتے محترم امیر صاحب کو کہا کہ ''دنیا کی ترقی اور نظم و ضبط اب احمدیت کے ساتھ وابستہ ہے''۔ اللہ کرے کہ جلد ایسا ہو اور ہم اپنی زندگیوں میں صحیح انصار اللہ بن کر اپنے امام کی خدمت میں یہ تحفہ بھی پیش کرنے والے ہوں (آمین ثم آمین)

بینن کے اس جلسہ کو نیشنل ٹی وی ORTB اور اخبارات نے بھی کوریج دی۔

اس جلسہ کی حاضری 3474 افراد رہی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Mian Hanif Ahmad Kamran
Rabwah 0092 47 6212515
15 London Road, Morden SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

جماعت احمدیہ ناروے کا مثالی وقارِ عمل یکم جنوری 2014ء

رپورٹ: چوہدری افتخار حسین اظہر۔ جنرل سکریٹری جماعت احمدیہ ناروے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اِمسال بھی یکم جنوری کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ خدام، انصار اور اطفال 6:45 بجے جمع ہوئے اور مشنری انچارج مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب نے نماز تہجد اور نماز فجر پڑھائی۔ بعدازاں درس دیا گیا اور مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب امیر جماعت نے دعا کروائی۔ ناشتہ کے بعد دو گروپس ترتیب دیئے گئے جنہوں نے نئے سال کی استعمال شدہ آتشبازی کو صاف کرنا تھا۔ وقارِعمل میں تقریباً 90 خدام، انصار اور اطفال نے شرکت کی۔

ایک ٹیم فروگنر پارک میں صفائی کے لئے روانہ ہوئی جس کے انچارج صدر خدام الاحمدیہ مکرم سید شان احمد تھے۔ اس کے علاوہ جماعت کرسچن ساند اور تھونس برگ جماعت نے بھی اپنے اپنے شہروں میں وقارِعمل کیا۔ دوسری ٹیم نے مسجد بیت النصر کے گردونواح اور فیورسٹ سینٹر کے علاقہ میں صفائی کی۔ اس کا انچارج خاکسار تھا۔

اخبارات اور ٹی وی کی کوریج

مسجد بیت النصر، فروگنر پارک، تھونس برگ اور کرسچن ساند کی جماعتوں نے مثالی وقارِعمل کیا اور اخبارات اور ٹیلیویژن نے تصویری خبریں نشر کیں اور آرٹیکل لکھے اور بڑے اچھے رنگ میں جماعت احمدیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ممنونیت کا اظہار کیا۔

این آرکو ٹی وی چینل کی نشریات میں وقارِعمل کی تصویر دکھائی گئی اور میونسپلٹی کے ایڈوائزر نے کہا کہ دیگر لوگوں کو جماعت احمدیہ کی تقلید کرنی چاہئے اور ان سے سیکھنا چاہئے۔ مسٹر Stian Berger Røsland نے مزید توصیفی کلمات ادا کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کو نہایت اعلیٰ خراجِ تحسین پیش کیا اور کہا کہ جماعت احمدیہ کے اس

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

نیشنل شعبہ تبلیغ فن لینڈ کے زیرِ اہتمام تبلیغی پروگرام کا انعقاد

عطاء الغالب۔ نیشنل صدر جماعت احمدیہ فن لینڈ

خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان سے جماعت احمدیہ فِن لینڈ کو مورخہ 17 تا 19 جنوری 2014ء تبلیغی پروگرام کے کامیاب انعقاد کا موقع ملا۔ یہ پروگرام تبلیغی نقطہ نظر سے لوگوں سے روابط قائم کرنے کا ایک اہم موقع تھا۔ اس پروگرام کے نتیجہ میں غیر از جماعت احباب نے قرآنِ مجید کے مختلف تراجم کے بھی مطالبات کئے۔

پروگرام کا آغاز 17 جنوری کو نمازِ جمعہ سے ہوا جس کے خطبہ جمعہ کا موضوع تبلیغ سے متعلق تھا۔ اِس کے بعد شعبہ تبلیغ کے زیرنگرانی دلچسپ سوال و جواب کی مجلس کا انعقاد کیا گیا۔ اِس مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں جو نشانیاں ہیں اُن میں سے خسوف کسوف کے بارے میں مکرم آغا یحییٰ خان صاحب (مبلغ انچارج سویڈن) نے احبابِ جماعت کو نہایت ضروری معلومات دیں۔

19 جنوری کو ہیلسنکی شہر کی لائبریری میں قرآنِ مجید کی نمائش کا پروگرام تھا۔ اِس نمائش میں قرآنِ مجید 42 زبانوں میں تراجم رکھے گئے۔ اور لوگوں نے بہت دلچسپی سے اس نمائش کو وزٹ کیا۔ 72 افراد نے مختلف قرآنِ مجید کے تراجم دیکھے اور 8 افراد نے اپنے تبلیغی رابطے بھی دیئے نیز 7 افراد نے مختلف قرآنِ مجید کے تراجم کے آڈر بھی دیے۔ لجنہ اماء اللہ نے بھی اِس پروگرام کو کامیاب بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری اِن حقیر کوششوں میں برکت عطا فرمائے اور ہمیں جلد از جلد زیادہ سے زیادہ لوگوں تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملے۔ آمین

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22 جنوری 2014ء کو نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم ابوبکر عثمان صاحب (ابن مکرم سیٹھ عثمان یعقوب صاحب آف کینیا)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم ابوبکر عثمان صاحب (ابن مکرم سیٹھ عثمان یعقوب صاحب آف کینیا) مؤرخہ 18 جنوری 2014 کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم سیٹھ عثمان یعقوب صاحب آف کینیا میمن فیملی کے پہلے شخص تھے جنہوں نے افریقہ میں احمدیت قبول کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انہیں سیٹھ کا خطاب دیا۔ ان کی فیملی ایسٹ افریقہ میں جماعت کے لئے قربانی کرنے والوں میں صف اول میں شمار ہوتی تھی۔ آپ 1967ء میں یوکے شفٹ ہوگئے اور برٹش ریل میں ریٹائرمنٹ تک بطور انجینئر کام کرتے رہے۔ مرحوم نے اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے، تین بیٹیاں، بارہ پوتے پوتیاں اور 7 پڑپوتے اور پڑپوتیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔ مرحوم مکرم ناصر خان صاحب نائب امیر وافسر جلسہ سالانہ (یوکے) کے ماموں اور مکرم نعمان راجہ صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم (یوکے) کے نانا تھے۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرمہ حلیمہ نصیر صاحبہ (اہلیہ مکرم راجہ نصیر احمد صاحب مربی سلسلہ۔ ربوہ) مورخہ 30 دسمبر 2013ء کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ایک واقف زندگی کی بیوی کی حیثیت سے مشکلات کے باوجود تمام عرصہ نہایت بشاشت سے گزارا۔ اپنے شوہر کے ہمراہ انڈونیشیا، یوگنڈا، بنگلہ دیش اور پاکستان کے مختلف علاقوں میں خدمت دین کی توفیق پائی۔ اکثر دوروں میں جماعت کے کاموں میں ان کی معاونت کرتی رہیں۔ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی نئے سال کا اعلان ہوتے ہی خوش دلی سے کر دیتی تھیں۔ اپنا زیور بھی مختلف تحریکات میں پیش کرنے کی توفیق پائی۔ نہایت سادہ اور حلیم طبع تھیں۔ خلافت سے محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں واقف زندگی شوہر کے علاوہ 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ شمس النساء قریشی صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اسلم قریشی صاحب شہید۔ مربی سلسلہ گیانا وٹرینیڈاڈ) مورخہ 3 جنوری 2014ء کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی کینیڈا میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم قریشی محمد اکمل صاحب کی بیٹی اور حضرت حافظ محمد حسین قریشی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ مرحومہ بیشمار خوبیوں کی مالک تھیں۔ اپنے شوہر مرحوم کی 1985ء میں شہادت کے بعد طویل عرصہ نہایت صبر و شکر اور اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرتے ہوئے گزارا۔ نماز روزوں کی پابند، قرآن کریم سے گہری محبت اور ہر معاملہ میں قرآن کریم کی ہدایات اور احکامات پر چلنے کی پوری کوشش کرنے والی، سچ پر قائم رہنے والی نیک مخلص خاتون تھیں۔ تبلیغ کا بے حد شوق تھا حتیٰ کہ اپنی آخری بیماری میں بھی جب کہ ہسپتال میں داخل تھیں اپنے وارڈ کے مریضوں کو تبلیغ کیا کرتی تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہری محبت اور اخلاص کا تعلق تھا اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب خادم مرحوم۔ درویش قادیان) مورخہ 10 جنوری 2014ء کو اچانک حرکت قلب بند ہوجانے سے وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، سادہ، منکسر المزاج، غریب پرور، رحمدل، صاف باطن، ہمدرد، صابرہ اور شاکرہ، بڑی مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کی بہت خدمت کیا کرتی تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی تھی۔ اپنی سب اولاد کو وقف کیا جو مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں عمل میں آئی۔

(4) مکرم رشید احمد کلوّ صاحب (ابن مکرم حسن محمد کلوّ صاحب مرحوم۔ ربوہ) مورخہ 3 اکتوبر 2013 کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے پاکستان نیوی سے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی زندگی وقف کرنے کی سعادت پائی اور پھر 22 سال تک جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ میں بطور ہیڈ کلرک خدمت بجالاتے رہے۔ اسی طرح محلّہ دارالفتوح غربی میں سیکرٹری مال اور سیکرٹری رشتہ ناطہ کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، روزانہ تلاوت قرآن کریم کرنے والے، جماعتی کتب و رسائل کا باقاعدہ مطالعہ کرنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔

(5) مکرم افتخار احمد خان صاحب (معلم سلسلہ۔ ضلع شولا پور صوبہ مہا راشٹر) مورخہ 2 دسمبر 2013ء کو ایک لمبی علالت کے بعد 32 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم چند ماہ سے گردوں کی خرابی کے باعث زیر علاج تھے اور ڈائلیسس پر تھے۔ آپ بہت محنت اور اخلاص سے خدمت سرانجام دینے والے اور ایک اطاعت گزار معلم تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 کمسن بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرمہ خالدہ نصرت صاحبہ (اہلیہ مکرم رانا منظور احمد صاحب۔ ربوہ) مورخہ 30 نومبر 2013ء کو طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نہایت مہمان نواز، ملنسار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ 15 سال کا عرصہ بیماری نہایت صبر سے گزارا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(7) مکرم بشیر احمد چیمہ صاحب (چک نمبر 35 جنوبی ضلع سرگودھا) مورخہ 25 نومبر 2013ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1971ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، ملنسار، مہمان نواز، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے اور وفات سے قبل اپنا حصہ جائیداد ادا کر چکے تھے۔ گزشتہ 20 سال سے صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق رکھتے تھے۔

(8) مکرمہ امۃ الحفیظ بشریٰ صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ حمید احمد صاحب ایم۔اے، سبی بلوچستان۔ حال کینیڈا) 7 نومبر 2013ء کو 64 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حکیم دین محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ آپ کو لمبا عرصہ صدر لجنہ اماء اللہ سبی کی حیثیت سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ نمازوں کی پابند، صلہ رحمی کرنے والی، نہایت مہمان نواز، سادہ مزاج، صلح جُو طبیعت کی مالک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ اپنے بچوں کی بھی بہت اچھے رنگ میں تربیت کی توفیق پائی۔ ان کا دینی علم بڑھانے اور خلافت کے ساتھ ان کا مضبوط تعلق قائم کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتی تھیں۔ اپنے شوہر کے پہلے بیٹوں کو بھی حقیقی ماں جیسا پیار دیا۔ مرحومہ نے طالب علمی کے زمانہ میں 16 سال کی عمر میں نظام وصیت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم شیخ مسعود احمد صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ (جونیئر سیکشن) میں استاد کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں۔

(9) مکرم مبارک احمد صاحب (ابن مکرم مسعود احمد صاحب۔ کھیوڑہ ضلع جہلم) مورخہ 15 نومبر 2013 کو 49 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نہایت کم گو، شفیق اور ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ نمازوں کے پابند اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ اپنی وفات کے وقت صدر جماعت کھیوڑہ کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی اہلیہ 1996ء سے صدر لجنہ کھیوڑہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

جماعت احمدیہ بینن کے 25ویں

جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

☆...... (مجھے) سچائی اور خالقِ حقیقی کی شناخت احمدیت میں نظر آئی۔......سب سے محبت کرنے والے خدا کا وجود مَیں نے احمدیت میں دیکھا ہے۔(کنگ آف کمیون ذے(ze))

☆......آج لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام ڈھونڈتے ہیں حتی کہ مسلمان بھی۔مگر نہیں سمجھتے کہ احمدیت محمدیت سے ہی وجود میں آئی ہے۔ خدا نے ہمیں سب کچھ دے دیا ہے۔(کنگ آف پورتو نو)

☆......امن عالم ایک دوسرے کی عزت کرنے اور اتھارٹیز کی اطاعت کرنے سے ہوتا ہے۔اخوت اور بھائی چارہ سے ہوتا ہے۔ دوسروں کے حقوق دینے سے قائم ہوتا ہے۔اور میں علی وجہ البصیرت آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا میں کوئی چرچ، کوئی گرجا کوئی حکومت اور فرقہ امن قائم نہیں کرسکتا مگر احمدیت کے حق میں تائیدات الٰہیہ سے پتہ چلتا ہے کہ امن عالم اس جماعت کے ساتھ وابستہ ہے جو یہ تمام اقدار اپنائے ہوئے ہے"۔(کنگ آف مانیگری)

☆...... مختلف موضوعات پر ٹھوس علمی وتربیتی تقاریر۔روح پرور ماحول۔مختلف اتھارٹیز کے نمائندوں کی شرکت۔ جماعت احمدیہ کے نظم وضبط، حسن اخلاق اور محبت وتکریم کے سلوک پر خراج تحسین۔کم وبیش ساڑھے تین ہزار افراد جلسہ میں شامل ہوئے۔

رپورٹ: ناصر احمد محمود طاہر۔مبلغ سلسلہ بینن

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ بینن کو 20 تا 22 دسمبر 2013ء کو اپنا 25واں جلسہ سالانہ بمقام جربے (Gergbe) پورتو نو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

گزشتہ سالوں کی نسبت اس سال تمام انتظامات ،تربیت، نظم وضبط اور دیگر پروگرامز بہت بہتر رہے جس کا اندازہ ایک معزز مہمان کے ان الفاظ سے کیا جاسکتا ہے جو انہوں نے وزٹ بک میں لکھے ہیں کہ "میں نے احمدیوں کی تقاریر اور جلسہ کے دوسرے پروگراموں سے زندگی کے بہت سے سبق سیکھے ہیں"۔

امسال پہلی بار پنڈال، نماز گاہ اور طعام گاہ کا انتظام الگ الگ تھا نیز پہلی دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ کی مارکی میں باون انچ والی تین LD سکرینیں لگائی گئی تھیں جس کے ذریعہ لجنہ باسانی مین مارکی میں ہونے والی تمام کارروائی دیکھ اور سن سکتی تھیں۔

جلسہ سالانہ کا پہلا دن

20 دسمبر بروز جمعۃ المبارک جمعہ کی ادائیگی جلسہ گاہ میں ہوئی۔امیر جماعت بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب نے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ خطبہ جمعہ کا فرنچ ترجمہ بطور خطبہ پڑھ کر سنایا۔

4:15 بجے محترم امیر صاحب بینن نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ محترم نائب امیر صاحب نے پرچم بینن لہرایا اور دعا کروائی۔

بعدازاں افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک اور نظم سے ہوا۔اس کے بعد آج کے خصوصی مہمان اتھارٹیز میں سے بعض نے اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا۔

کنگ آف کمیون ذے(ze)

کنگ آف کمیون ذے نے کہا: "ہمارے ہاں یہ پسند نہیں کیا جاتا کہ کوئی مسلمان ہو جائے بالخصوص بادشاہ، وہ تو بالکل بھی ممکن نہیں۔کچھ عرصہ قبل احمدی مشنری کی اخوت ومحبت نے مجھے اسلام کی معلومات حاصل کرنے پر مجبور کیا اور پہلی بار مجھ پر یہ واضح ہوا کہ اسلام میں بھی فرقے ہیں۔ پھر مزید تحقیق پر سچائی اور خالقِ حقیقی کی شناخت احمدیت میں نظر آئی۔میں نے احمدیت قبول کی اور آج جو مَیں یہاں حاضر ہوا ہوں تو کہتا ہوں کہ سب سے محبت کرنے والے خدا کا وجود میں نے احمدیت میں دیکھا ہے۔میں بھی اس خدا کے ساتھ وہیں رہنا چاہتا ہوں جہاں بےلوث محبت اور اخوت ہے۔چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے جو میں آیا ہوں تو اب تینوں دن آپ کے ساتھ رہوں گا"۔

کنگ آف کیکا نے دنیا کے حالات اور کرائسس کا باری باری ذکر کرنے کے بعد کہا کہ ان کے حقیقی حل کی طرف توجہ نہیں۔باتیں بہت ہیں، ایک دوسرے پر حملے بہت ہیں ممالک آپس میں لڑ رہے ہیں ،قومیں اور مذاہب آپس میں برسرپیکار ہیں۔ایک احمدیت ہے کہ ہر طرح سے کوشاں ہے کہ دنیا کے حالات درست ہوں اور آج ہم یہاں اپنی کرائسس کے حل کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں اور یقیناً ان کا حل بھی اسلام واحمدیت میں ہے"۔

کنگ آف پورتو نو نے کہا کہ "کیکا کے بادشاہ تو سب کچھ کہہ گئے ہیں مَیں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ آج لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام ڈھونڈتے ہیں حتی کہ مسلمان بھی۔مگر نہیں سمجھتے کہ احمدیت محمدیت سے ہی وجود میں آئی ہے۔ خدا نے ہمیں سب کچھ دے دیا ہے۔خدا بہت قدوس وعلیم ہے پس ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کس طرح ہم اس کا شکر ادا کر سکتے ہیں۔نمازوں اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے۔وہ خدا ہم سے بہت محبت کرتا ہے تبھی تو سب کچھ اس نے ہمیں دیا۔پس صحیح طریق پر اس کی عبادت بجالا کر اس کا شکر ادا کریں۔میں آپ کا بھائی ہوں، باپ ہوں، چھوٹا بھی اور بڑا بھی۔پس ہم سب مل کر ایک دوسرے کے لئے دعا کریں اور صحیح عبادت بجالائیں"۔

کنگ آف پورتو نو کا طرز تقریر دل کو موہ لینے والا اور نرالا تھا پنڈال فرط طرب سے گونجتا رہا۔

ان تقاریر کے بعد مکرم امیر صاحب نے جلسہ کے عنوان World crisis and the pathway to peace پر حضور انور کے خطابات کی روشنی میں افتتاحی تقریر کی اور دعا کروائی۔اس کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔

جلسہ کا دوسرا دن

جلسہ کے دوسرے دن کا آغاز نمازِ تہجد، فجر اور درس سے ہوا۔اور پھر ناشتہ کے بعد 10 بجے آج کے پہلے سیشن کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔بعدازاں اتھارٹیز میں سے مانیگری کے بادشاہ نے تقریر کی۔

کنگ آف مانیگری نے کہا:

"میرے لیے ضروری ہے کہ میں قرآن اور بائبل کی تعلیمات سے امن عالم کے لیے تقابلی جائزہ پیش کروں۔ آج تکبر، نخوت اور انتہا پسندی کی دنیا پر حکومت ہے۔آج دنیاوی طاقتیں اپنے اموال اور ذرائع بہا رہی ہیں دنیا کو تباہ کر کے اپنی طاقتیں دکھانے کے لیے۔اور یہ سب بائبل اور گزشتہ کتب مقدسہ کے ماننے والے ہیں۔کیا ایسے امن قائم ہوگا؟نہیں، بلکہ قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے سے جو دنیا کو تعمیر کرنے اور زندگی بخشنے آیا ہے جو بتاتا ہے کہ امن عالم ایک دوسرے کی عزت کرنے اور اتھارٹیز کی اطاعت کرنے سے ہوتا ہے۔اخوت اور بھائی چارہ سے ہوتا ہے۔ دوسروں کے حقوق دینے سے قائم ہوتا ہے۔اور مَیں علی وجہ البصیرت آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا میں کوئی چرچ، کوئی گرجا، کوئی حکومت اور فرقہ امن قائم نہیں کرسکتا مگر احمدیت کے حق میں تائیدات الٰہیہ سے پتہ چلتا ہے کہ امن عالم اس جماعت کے ساتھ وابستہ ہے جو یہ تمام اقدار اپنائے ہوئے ہے"۔

آپ کی تقریر بہت پر مغز اور دلکش تھی جسے عوام نے خوب سراہا۔

اس کے بعد مکرم توکپو مالکی صاحب (صدر انصاراللہ بینن) نے 'عالمی کرائسز کا حل امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے میں ہے' کے عنوان پر تقریر کی۔آپ نے بڑے دلچسپ انداز میں حالاتِ دنیا پیش کر کے ضرورتِ امام کو واضح کیا۔اور پھر مکرم عطاء المنعم صاحب، مبلغ سلسلہ نے قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نیز صحابہ کی سیرت سے بڑے پُرجوش انداز میں یہ بتایا کہ آج اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور یادالٰہی میں محو رہنا ہی دنیا کی مصیبتوں اور بلاؤں سے نجات دے سکتا ہے۔آپ کی تقریر کے دوران کئی بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کی سیرت کے واقعات سے پنڈال وجد میں آجاتا رہا اور نعرہ ہائے تکبیر سے گونجتا رہا۔ان تقاریر کے بعد نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں اور پھر کھانے کا وقفہ ہوا۔

جلسہ کے تیسرے سیشن کا آغاز حسبِ روایت تلاوتِ قرآن کریم ونظم سے ہوا۔اس سیشن کی پہلی تقریر مکرم لقمان بصیریو صاحب (صدر خدام الاحمدیہ وافسر جلسہ سالانہ) نے "امن عالم کے قیام میں جماعت احمدیہ کی کاوشیں" کے عنوان پر کی۔آپ نے خلفاء احمدیت اور بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پاکر کی جانے والی کوششوں کا باری باری ذکر کیا جن میں حضور کے Capitol Hill کے خطابات اور پوپ سمیت بڑی بڑی حکومتوں کو لکھے جانے والے خطوط کے ذکر نے سامعین کی آنکھیں کھول دیں۔آپ کی تقریر حضور اقدس کی کتاب World crisis and the pathway to peace کا خلاصہ تھی۔

دوسری تقریر محترم امیر صاحب نائیجیریا نے یوروبا زبان میں کی جس کا عنوان "خلافت: عالمی مسائل کا حل" تھا۔ان دو تقاریر کے بعد نماز مغرب وعشاء اور کھانا ہوا۔

بعدازاں سالہا سال سے چلنے والی ایک روایت کے مطابق ایام جلسہ میں ایک روز شام کو ملک بھر کی مقامی زبانوں میں اجلاسات ہوتے ہیں جنہیں لوکل جلسے کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ آج بھی یہ مقامی زبانوں کے جلسے ہوئے۔ان سب کا ایک ہی عنوان تھا "دنیا کا امن گھروں کے امن سے وابستہ ہے" چنانچہ ملک بھر کی پانچ بڑی لوکل زبانوں میں رات گئے تک یہ جلسہ ہوتے رہے۔

جلسہ کا تیسرا دن

آج کا دن بھی نماز تہجد، فجر اور درس سے شروع ہوا۔ آج کے فجر کے درس میں ایک داعی الی اللہ مکرم آہووے متین کا نکاح تھا جو مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے پڑھایا اور احباب جماعت کو احمدیوں میں ہی شادیاں کرنے پر درس دیا۔ بعدازاں بینن کے تمام لوکل مشنریز، معلمین اور داعیان الی اللہ کی محترم امیر صاحب کی ہدایت پر میٹنگ ہوئی جس میں تربیتی معاملات زیر بحث رہے۔اور پھر ناشتہ کے بعد جلسہ کی اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔

اختتامی تقریب

اختتامی تقریب کا آغاز بھی تلاوت اور نظم سے ہوا۔ یہاں ایک اور دلچسپ ذکر کرتا چلوں کہ امسال کے پروگراموں کی امتیازی حیثیت یہ بھی تھی کہ امسال جلسہ کے تمام پروگراموں میں نظم خواں مقامی خدام تھے جنہوں نے سلسلہ احمدیہ کی اردو منظوم کلام کی تیاری کر کے بہت عمدہ آواز میں پڑھا اور سارے پروگراموں میں تلاوت قرآن مجید بینن کے حفاظِ کرام نے کی۔یعنی دو، تین سال تک بینن جماعت کا اپنا کوئی بھی حافظ نہیں تھا اور اب اللہ کے فضل سے نائیجیریا اور غانا کے مدرسۃ الحفظ سے استفادہ کیا جاتا ہے اور ہر کلاس میں بینن کی نمائندگی ہوتی ہے۔

آج کی اتھارٹیز میں: ڈائریکٹر امیگریشن بینن۔ کمشنر امیگریشن بینن۔ پروٹوکول افسر آف خارجہ منسٹری۔ وائس پریذیڈنٹ آف انٹر ریلیجنز کونسل۔ڈاکٹر احمد صاحب (جو کہ مصری النسل ہیں اور جماعت کے ساتھ بہت اچھا تعلق رکھتے ہیں)۔ آرمی سائیکالوجی لیفٹیننٹ جناب ادریسو اومے صاحب (یہ کچھ دن قبل بفضلہٖ تعالیٰ احمدی ہوئے ہیں)۔سپریم کورٹ کے چیمبر ڈائریکٹر جناب الحاج راؤفو صاحب۔ مادام گراس لوانی سابق مشیر صدر مملکت بینن۔کونسلر آف ریپبلک سنٹرل افریقہ موجود تھیں۔ان میں سے بعض نے یوں اپنا اظہار خیال کیا۔

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

حقوقِ نسواں کا علمبردار اور عورت کی عصمت و مقام کا محافظ

انیس احمد ندیم ۔ صدر جماعت و مشنری انچارج جاپان

مذاہبِ عالم میں کامل اور مکمل مذہب اسے قرار دیا جا سکتا ہے جو فطری طور پر عورت اور مرد کی جبلت میں موجود فرق کو تسلیم کرے۔ مرد کو نسبتاً زیادہ حقوق و فرائض کا پابند قرار دے اور عورت کو اپنی فطری نزاکت اور جبلی مسائل کی وجہ سے قدرے آسانیاں مہیا کرے۔ دینی معاملات میں برابر کے اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرائے اور اخلاقیات کے لحاظ سے صنف نازک کے حقوق کو اولیت دے۔

مذاہب عالم کا مطالعہ اور آج کی مہذب دنیا کے اصولوں کی بات کریں تو درج ذیل امور ہمیں بتاتے ہیں کہ وہ باتیں جنہیں اخلاق عالیہ قرار دیا جاتا ہے، حقوق نسواں کے حق میں اٹھنے والی وہ آوازیں جن پر مغرب اور ترقی یافتہ ممالک ناز کرتے ہیں یہ تو اب بھی اُس تعلیم اور خوبصورت ضابطہ حیات سے کوسوں دور ہیں جو ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریباً 1500 سال قبل پیش فرمایا تھا۔

بیسویں صدی عیسوی میں جب بظاہر جدید اور تہذیب یافتہ معاشرہ کی بنیادیں رکھی گئیں اس سے قبل ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ”عورتیں کنیزکیں (کنیزیں) نہیں بلکہ ساتھی ہیں“ کی تعلیم پیش کر کے ساری دنیا کی توجہ عورتوں کے حقوق کی طرف مبذول کروادی۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے 1922ء میں احمدی خواتین کی تنظیم لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھ کر خواتین کو تعلیم و تربیت اور دینی خدمات کے لیے جزولاینفک قرار دے دیا۔

حقوق نسواں کا حقیقی علمبردار، عورت کی عصمت و مقام کا محافظ اور عورتوں کی جبلی نزاکت کو مدنظر رکھنے والا مذہب اور معاشرہ کون ہے؟ اس کے لیے درج ذیل حوالے ہماری راہنمائی کرنے کے لیے کافی ہیں:

ہندوازم

عورت نابالغ ہو، جوان یا بڈھی ہو گھر میں کوئی کام خودمختاری سے نہ کرے۔

عورت لڑکپن میں اپنے باپ کے اختیار میں رہے اور جوانی میں اپنے شوہر کے اختیار میں۔

عورت کو چاہئے کہ بھائی، باپ اور بیٹے سے علیحدہ ہونے کی خواہش نہ کرے اور متذکرہ بالا سے علیحدہ ہونے سے عورت دونوں خاندان کو کلنکت کرتی ہے۔

بعد وفات اپنے شوہر کے دوسرے شوہر کا نام بھی نہ لیوے۔ (مَنوسمرتی ادھیائے 5۔ شلوک 147 تا 149۔ 151۔ 155۔ 157۔ 163 تا 166)

ملیچھ عورت مشورہ میں شامل نہ ہوگی۔
(مَنوسمرتی ادھیائے 7۔ شلوک: 151)

اور طہارت رکھنے والی بہت عورتیں گواہ نہیں ہوسکتیں کیونکہ عورتوں کی عقل ایک حالت پر قائم نہیں رہتی۔
(مَنوسمرتی ادھیائے 8۔ شلوک 77)

باپ جس کے ساتھ شادی کردے یا باپ کے حکم سے بھائی جس کے ساتھ شادی کردے اس کی خدمت میں رہے۔

چونکہ عورتیں شادی ہونے پر شوہر کا آدھا انگ ہوجاتی ہیں اس واسطے عورتوں کے لئے علیحدہ بگیبہ و برت کرنا پاپ ہے۔

جو عورت اپنے کم ہنر والے شوہر کو چھوڑ کر دوسرے زیادہ ہنر والے شوہر کو اختیار کرتی ہے وہ دنیا میں مکروہ اور دو شوہر والی کہلاتی ہے۔

طمع نہ رکھنے والا ایک آدمی بھی گواہ ہوسکتا ہے اور طہارت رکھنے والی بہت عورتیں گواہ نہیں ہوسکتیں۔

بانجھ عورت اور جس کی اولاد نہ جیتی ہو اور جو دختر ہی پیدا کرتی ہو ایسی عورت ہونے پر حسب سلسلہ 8۔10۔11 ویں سال دوسرا وواہ کرنا چاہئے۔
(مَنوسمرتی ادھیائے 9۔ شلوک 75 تا 81)

اور بدزبان عورت کے اوپر فوراً دوسرا وواہ کرنا چاہئے۔
(مَنوسمرتی ادھیائے 9۔ شلوک 75 تا 81)

یہودیت / عیسائیت

عورت ازل سے گنہگار ہے۔ موروثی گناہ کی وجہ سے درد کے ساتھ بچہ جنے گی۔
(پیدائش۔ 3:16)

پھر اس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے درد حمل کو بہت بڑھاؤں گا۔ تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔
(پیدائش باب 3 آیت 16)

اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔
(ا۔ تیمتھیس باب 2 آیت 14`15)

اور اگر کسی عورت کو ایسا جریان ہو کہ اسے حیض کا خون آئے تو وہ سات دن تک ناپاک رہے گی اور جو کوئی اسے چھوئے وہ شام تک ناپاک رہے گا۔ اور جس چیز پر وہ اپنی ناپاکی کی حالت میں سوئے وہ چیز ناپاک ہوگی اور جس چیز پر بیٹھے وہ بھی ناپاک ہوجائے گی۔
(احبار باب 15 آیت 19 تا 28)

بیویو! تم بھی اپنے اپنے شوہر کے تابع رہو۔
(1۔ پطرس۔ باب 3 آیت 1`2)

عورتیں کلیسیا کے مجمع میں خاموش رہیں کیونکہ انہیں بولنے کا حکم نہیں۔
(1۔ کرنتھیوں باب ۱۴ آیت ۳۴،۳۵)

عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہئے۔ اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے۔
(1۔ تیمتھس باب 2 آیت 9 تا 12)

اور مرد عورت کے لئے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی۔ (1۔ کرنتھیوں باب 11 آیت 1 تا 11)

پس میں بے بیاہوں اور بیواؤں کے حق میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے لئے ایسا ہی رہنا اچھا ہے جیسا میں ہوں۔ لیکن اگر ضبط نہ کرسکیں تو بیاہ کرلیں کیونکہ بیاہ کرنا مست ہونے سے بہتر ہے۔
(1۔ کرنتھیوں باب 7 آیت 8`9)

بیٹوں کی موجودگی میں بیٹیاں محروم الارث ہیں۔ (گنتی باب 27 آیت 8 تا 11)

بیوی کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں۔
(گنتی باب 27 آیت 8 تا 11)

ماں کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں۔
(گنتی باب 27 آیت 8 تا 11)

جاپانی مذاہب
(شنتو اور بدھ ازم)

بدھا کے مرتبہ تک صرف مرد پہنچ سکتا ہے۔

اس تصور کے مطابق "man is the personification of the Buddha".

عورت کے بارہ میں بدھ ازم کے تصورات کا ترجمہ کیا جائے تو عورت کی یہ تعریف سامنے آتی ہے کہ وہ ”agent of the devil“ ہے۔

بدھ ازم کے بعض فرقے یہ ایمان رکھتے ہیں کہ عورت صرف اسی صورت میں نجات کے مرتبہ تک پہنچ سکتی ہے جب اس کی روح دوبارہ مرد کی صورت میں حلول کر جائے۔

عورت کو شیطان کے نمائندہ کے طور پر پیش کیا گیا جو مرد کو دھوکہ دے کر راہ راست سے ہٹاتی ہے۔

عورت کا کام فرمانبرداری اور مرد کا کام حکمرانی ہے۔ (The Captain of Naruto)

اگر عورت جبلّی طور پر ناپاک نہ ہوتی تو وہ عورت پیدا نہ ہوتی۔
Shikibu, Murasaki. (The Tale of Genji. Translated by Arthur Waley.)

جاپان میں کئی صدیوں تک عورت اس طرح گھر میں بند رہتی تھی کہ مرد تو دُور کی بات وہ دوسری عورتوں کے سامنے بھی نہ جاسکتی تھی۔
(Women and Women's Communities in Ancient Japan.)

جاپان کی روایتی کشتی جو sumo کہلاتی ہے عورت کے لیے اس کا دیکھنا اور میدان میں جانا بھی ممنوع اور اس کے قواعد کے خلاف رہا ہے۔

women once again detained from other women and considered "shallow" in intelligence.
(A History of Japan: From Stone Age to Superpower)

"marriage was the only acceptable condition for women. Thus the sole purpose should be learning to please her future husband
(A History of Japan: From Stone Age to Superpower)

جاپانی تاریخ اور ماضی کی کہانیوں کی کتب میں عورت کو ایسے الفاظ سے تشبیہ دی گئی ہے جو صنف نازک اور ماں، بہن، بیٹی اور بیوی جیسے قابل تعظیم مرتبہ کے منافی نظر آتے ہیں۔

یورپی معاشرہ کا طرز عمل

انیسویں صدی تک انگلستان اور فرانس میں عورتیں مردوں سے طلاق نہیں لے سکتی تھیں۔

انیسویں صدی تک فرانس میں خاوند اگر عورت کو طلاق دیتا تھا تو ماں کا بچوں پر کوئی حق نہیں رہتا تھا

انیسویں صدی کے آخر تک یہ حال تھا کہ عورت کا فیکٹریوں وغیرہ میں کام کرنا تو مناسب خیال کیا جاتا تھا مگر تعلیمی کام کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

1857ء سے پہلے عورتوں کو قانونی طور پر طلاق لینے کا کوئی حق نہیں تھا۔
1890ء تک یورپ میں عورت کو اپنے خاوند کی جائداد پر کسی قسم کا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔
1937ء سے پہلے تک عورت مرد سے طلاق لینے کا حق نہیں رکھتی تھی۔

1866ء میں پہلی دفعہ کیمبرج کے Examination Board نے لڑکیوں کو امتحان دینے کی اجازت دی۔

1882ء میں پہلی مرتبہ یورپ میں عورت کو اپنے نام پر جائداد رکھنے کا حق حاصل ہوا۔

1920ء سے پہلے تک آکسفورڈ یونیورسٹی میں کوئی عورت داخلہ ہی نہیں لے سکتی تھی۔

1948ء سے پہلے تک کیمبرج میں کوئی عورت ڈگری حاصل نہیں کرسکتی تھی۔

1955ء سے پہلے سول سروس میں فائز ہونے کے باوجود عورت کی تنخواہ مرد کی تنخواہ سے کم ہوا کرتی تھی۔

1967ء کے Matrimonial Homes Act سے پہلے عورت کو مرد کے گھر میں رہنے کا قانونی طور پر حق حاصل نہیں تھا۔

1976ء میں Domestic Violence Act سے پہلے تک عورت اپنے خاوند کے مظالم کی شکایت تک نہ کرسکتی تھی۔

آج بھی دنیا کے بہت سارے ممالک میں عورت اپنے والدین کے ورثہ کی حقدار نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ اکیلی ہو اور اگر ایک سے زائد بچے ہوں تو صرف بیٹا وارث سمجھا جاتا ہے۔

اسلام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے مَردوں اور عورتوں دونوں کو نفس واحدہ سے پیدا کیا ہے۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 2)

عورت کا وجود مرد کے لیے سکینت کا باعث ہے۔ (سورۃ الروم آیت 22)

’وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ‘ کہہ کر مرد اور عورت کو برابری کی بنیاد پر ایک دوسرے کے حقوق و فرائض ادا کرنے کا حکم عطا فرمایا ہے۔

شادی بیاہ کے معاملات میں عورت اپنی رائے اور پسند کا اظہار کرسکتی ہے اور جس طرح مرد کو طلاق کا اختیار ہے اسی طرح عورت خلع کا حق رکھتی ہے۔ ولی کی موجودگی بھی عورت کے حقوق کے تحفظ کی ضامن ہے۔

علم کا حصول مرد اور عورت دونوں پر فرض کیا گیا ہے۔

آدھا دین عائشہ سے سیکھو کہہ کر بطور معلّمہ عورت کا کردار تسلیم کیا گیا۔

اجر و ثواب جیسے امور میں عورت مرد کے ساتھ برابر کی حقدار ہے۔ حیض و نفاست جیسے مواقع پر فطری تقاضوں کے عین مطابق تعلیم دی گئی ہے۔ بائبل کے ناپاکی کے تصور سے موازنہ کریں تو اسلامی تعلیم کی خوبصورتی عیاں ہوتی ہے۔

اشاعت اسلام کے لیے مرد اور عورت دونوں فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کے ذمہ دار ہیں۔

وراثت میں عورت کو حصہ دے کر اسلام نے ساری دنیا کے لیے ایک مثال قائم کی ہے۔

ہر مسلمان مرد اور عورت ضرورت پڑنے پر تقویٰ کے ساتھ گواہی دینے کے پابند ہیں۔ صرف لین دین کے معاملات میں اکیلی عورت کی صورت میں دوسری ساتھی کا حکم دے کر خوبصورت فطری تعلیم پیش کی گئی ہے۔

انسان کی فطری ضروریات کے تحت ایک سے زائد شادی کرنا پڑے تو عدل کی خوبصورت شرط ملحوظ خاطر رکھنے کی تعلیم دی گئی۔

ماں کے قدموں تلے جنت، بیٹیوں کی پرورش اور تربیت کے نتیجہ میں جنت کی بشارت، بیوی کے ساتھ نیک سلوک اور عورت کی نزاکت کے پیش نظر غیر معمولی حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔

ہجرتوں کی کہانی کامیابیوں کی زبانی

میر غلام احمد نسیم ۔امریکہ

اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کی متعدد آیات اور سورتوں میں ہجرت کا ذکر آیا ہے۔سورۃ النحل آیت 42 میں فرمایا۔(ترجمہ)''اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی خاطر ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا ہم ضرور انہیں دنیا میں بہترین مقام عطا کریں گے اور آخرت کا اجر تو سب (اجروں) سے بڑا ہے۔کاش وہ علم رکھتے۔''

پھر اسی سورت کی آیت 111 میں ارشاد ہوتا ہے (ترجمہ)''پھر تیرا ربّ یقیناً ان لوگوں کو جنہوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ وہ فتنہ میں مبتلا کئے گئے پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا تو یقیناً تیرا رب اس کے بعد بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔''

سورت النساء آیت 101 میں فرمایا۔(ترجمہ)''اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں (دشمن) کو نامراد کرنے کے بہت سے مواقع اور فراخی پائے گا۔اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلتا ہے پھر (اس حالت میں) اسے موت آجاتی ہے تو اُس کا اجر اللہ پر فرض ہو گیا ہے۔اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔''

پھر اسی سورت کی آیت 98 میں ذکر ہے اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ واسِعَۃٌ فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا...... کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔''

اللہ تعالیٰ کی خاطر ہجرت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:''حدیث میں آیا ہے کہ ہجرتیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔کوئی انسان بیوی کی خاطر ہجرت کرتا ہے،کوئی مال کی خاطر،کوئی خدا کی خاطر۔'' فرمایا:''یہ وہ لوگ ہیں جو صرف خدا تعالیٰ کی خاطر ہجرت کر رہے ہیں''۔(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 169)۔پھر فرماتے ہیں۔''اسی طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر تکلیف اٹھا کر ہجرت کرنا ایک بڑی نیکی ہے۔مگر اس حالت میں جبکہ سب سامان مٹ جائے اور وطن تک چھوڑنا پڑے دل کو اس یقین سے پُر رکھنا کہ ہم تباہ نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد کرے گا اس سے بھی بڑی نیکی ہے۔''(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 171)

نیز فرمایا:''......مگر اس سے پہلے یا اس کے بعد جدھر بھی مسلمانوں نے ہجرت کی وہ جگہ ان کے لئے بہتر ہوگی۔اگر ہجرت کے آخری انجام کو دیکھا جائے تو اس ہجرت کے نتیجہ میں معمولی تاجر اور اونٹ پالنے والے دنیا کے بادشاہ بن گئے۔''(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 170)

ہجرتیں

اقوام عالم کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ کامیابیاں ہجرتوں کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہیں۔خصوصاً مذاہب عالم کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کامیابیاں ہجرت کے بعد یا یوں کہیں کہ ہجرت کے نتیجہ میں نصیب ہوئیں۔مثل مشہور ہے کہ نبی کو وطن میں عزت نہیں ملتی۔وحدانیت کے علمبردار مذاہب یہودیت،عیسائیت اور اسلام کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ ہجرتیں ہی ان مذاہب کی کامیابیوں کا باعث بنیں۔

طوفان حضرت نوح علیہ السلام

قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر متعدد سورتوں میں آیا ہے۔سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''یقیناً ہم نے نوح کو بھی اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔پس اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں......''۔(7:30)''......پس انہوں نے اسے جھٹلا دیا اور ہم نے اسے اور ان کو جو کشتی میں اس کے ساتھ تھے نجات بخشی۔اور انہیں غرق کر دیا جنہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا تھا۔......''(7:65)

حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو دعوت الی اللہ دی اور انہیں ایک خدا کی عبادت کرنے کی طرف بلایا لیکن قوم نے ان کو جھٹلا دیا۔اور ان کے شدید مخالف ہو گئے اور انہیں اور ان کے ماننے والوں کو اذیّتیں دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں بذریعہ طوفان عذاب میں مبتلا کیا اور حضرت نوحؑ اور ان کے ماننے والوں کو بذریعہ کشتی طوفان سے بچایا۔گویا یہ بھی ایک قسم کی ہجرت ہی تھی۔تورات کے مطابق طوفان نوح 40 دن تک رہا اور طوفان کے 150 دن کے بعد پانی میں کمی ہونے لگی اور بالآخر نوح کی کشتی کوہ ارارات (Ararat) پر آکر رک گئی۔قرآن مجید سورۃ ہود آیت 45 میں اس مقام کو''الجُودی'' کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔توریت کے مطابق حضرت نوح کے تین بیٹوں اور ان کی اولاد نے دنیا میں پھیل کر ریاستوں اور زبانوں کو جنم دیا اور دنیا میں پھیل گئے۔گویا حضرت نوح علیہ السلام نے بذریعہ کشتی ہجرت کی اور دشمنوں سے نجات پائی اور کامیابیوں سے ہمکنار ہوئے۔

حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت

حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

''حضرت ابراہیم اُور میں رہتے تھے جو عراق کے علاقہ میں تھا۔وہاں سے آپ حاران کی طرف جو بالائی عراق میں واقعہ ہے تشریف لے آئے۔وہاں سے کنعان کی طرف خدا تعالیٰ کے حکم سے آپ نے ہجرت کی اور یہ زمین آئندہ ان کی اولاد کے لئے مقرر کر دی گئی۔''(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 532)

نیز ایک دوسری جگہ فرمایا:''حضرت ابراہیم عراق کے رہنے والے تھے جو عرب کا ہی ایک حصہ ہے۔پھر آپ عراق سے ہجرت کر کے کنعان چلے گئے اور وہاں سے ان کی قوم آگے مصر کو نکل گئی مگر آپ کنعان میں ہی رہے۔حضرت ابراہیم جب کنعان میں رہتے تھے تو ان کا ایک بیٹا جس کا نام اسمٰعیل تھا بچپن میں الٰہی حکم کے تحت مکّہ پہنچا دیا گیا۔ان کا دوسرا بیٹا اسحٰق تھا جو ان کے ساتھ رہا......''

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 245)

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا نام 69 مرتبہ آیا ہے اور چودھویں سورت کا نام ابراہیم ہے۔آپ قریباً 2000 قبل مسیح عراق میں بمقام آہواز یا بابل میں پیدا ہوئے۔وہاں سے ہجرت کر کے پہلے حاران میں آبسے۔پھر وہاں سے مع اپنے بھتیجے لوط ہجرت کر کے ملک شام کنعان میں آئے اور وہاں سے بیت المقدس میں آکر آباد ہوئے اور یہاں سے عرب اور مصر بھی تشریف لے گئے۔بعض روایات کے مطابق آپ کا زمانہ ظہور 2100 قبل مسیح کا خیال کیا جاتا ہے اور یہ کہ وہ بمقام اُور (UR) میں پیدا ہوئے۔وہاں ہی دعویٰ نبوت کیا اور مخالفت کی بنا پر وہاں سے حاران اور پھر کنعان چلے گئے۔وہاں سے مکہ شریف پہنچے۔آپ کا ذکر قرآن مجید کی متعدد آیات میں ملتا ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کے ساتھ مل کر تعمیر کعبہ کی۔آپ کے بیٹے اسمٰعیل کی اولاد عرب میں آباد ہے اور دوسرے بیٹے اسحٰقؑ سے بنی اسرائیل اور دوسرے قبائل ہوئے جو شام میں رہے۔روایات کے مطابق شام ہی میں آپ کی وفات ہوئی اور ان کی قبر شام ہی میں بتائی جاتی ہے۔تاہم یہاں ذکر تاریخی واقعات کا مدنظر نہیں۔اصل مقصد تو یہ بیان کرنا ہے کہ کامیابیاں ہمیشہ سے ہجرتوں کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتی رہی ہیں۔

بنی اسرائیل کی ہجرت

''اے بنی اسرائیل! اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور میرے عہد کو پورا کرو۔مَیں بھی تمہارے عہد کو پورا کروں گا اور بس مجھ ہی سے ڈرو۔''(البقرہ:41) قرآن مجید میں بنی اسرائیل کا ذکر 49 مرتبہ آیا ہے۔روایات کے مطابق حضرت یعقوبؑ کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔بنی اسرائیل نے فلسطین سے قریباً 1250 قبل مسیح میں مصر ہجرت کی اور وہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے ذریعہ ترقیات حاصل کیں اور اس قدر طاقتور تصور کئے جانے لگے کہ قومِ مصر یا قومِ فرعون کو خدشہ پیدا ہوا کہ بنی اسرائیل کہیں حکومت پر قابض نہ ہو جائے۔لہٰذا مصر کے رہنے والوں نے ان پر مظالم شروع کر دیئے۔ان مظالم کی طویل داستان ہے جن کا ذکر اکثر تواریخ کی کتب میں مذکور ہے۔

مصر سے ہجرت

مصر میں قوم فرعون کے انتہائی اور انسان سوز مظالم سے تنگ آکر بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی راہنمائی میں وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کبیر میں حضرت موسیٰؑ کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''حضرت موسیٰ مصر میں پیدا ہوئے۔وہاں سے مدین گئے۔وہاں شادی کی۔دس سال تک وہاں رہے اور پھر مصر لوٹے۔مصر سے بنی اسرائیل کو لے کر فلسطین ہجرت کی......''(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 409) بنی اسرائیل کے مصر میں قیام کے بارے مختلف روایات ہیں تاہم ان کا قیام قریباً 500 سال مصر میں رہا لیکن اتنے طویل عرصہ کے قیام کے باوجود انہوں نے اپنی انفرادیت قائم رکھی اور مصری معاشرے میں پوری طرح جذب نہ ہو سکے۔مصر سے حضرت موسیٰؑ کی قیادت میں واپس فلسطین ہجرت کی۔قرآن مجید میں حضرت موسیٰ کا ذکر نام کے ساتھ سب انبیاء سے زیادہ 136 مرتبہ آیا ہے۔بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کی قیادت میں ہجرت کے دوران کافی عرصہ بیابانوں میں محوِ سفر رہے۔بالآخر فلسطین میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ہجرت کے نتیجہ میں بنی اسرائیل کی کامیابی کی داستان طویل ہے جس کا تذکرہ کرنا یہاں مقصود نہیں بلکہ صرف یہ ذکر کرنا مقصود ہے کہ کامیابیاں ہجرت کے نتیجہ میں ہی حاصل ہوتی رہی ہیں۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور لاثانی کامیابیوں کا مختصر ذکر

ہوا جو مکہ میں نور پیدا اسی کو مکہ نے دور پھینکا
کبھی ملی ہے نبی کو عزت بتا تو اے معترض وطن میں

(کلام محمود)

ولادت باسعادت

''......واقعہ اصحاب الفیل کے 25 روز بعد 12 ربیع الاوّل مطابق 20 اگست 570ء یا ایک جدید اور غالباً صحیح تحقیق کی رُو سے 9 ربیع الاوّل مطابق 20 اپریل 571ء بروز پیر بوقت صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد)

آغاز رسالت:''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال کی تھی اور طبیعت نبوت و رسالت کی پختگی کو پہنچ چکی تھی۔رمضان کا مبارک مہینہ تھا اور اس کے آخری عشرہ کے ایّام تھے اور پیر کا دن تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول غارِ حرا میں عبادت الٰہی میں مصروف تھے کہ یکلخت آپؐ کے سامنے ایک غیر مانوس ہستی نمودار ہوئی۔اس ربّانی رسول نے جو خدائی فرشتہ جبرائیل تھا آپؐ سے مخاطب ہو کر کہا:اِقْرَأ۔پڑھ۔یعنی منہ سے بول یا لوگوں تک پہنچا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:مَا انا بِقَارِیٍٔ۔مَیں تو نہیں پڑھ سکتا۔فرشتہ نے یہ جواب سنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا اور اپنے سینے سے لگا کر بھینچا اور پھر چھوڑ کر کہا اِقْرَأ۔مگر آنحضرتؐ کی طرف سے پھر وہی جواب تھا۔''(سیرت خاتم النبیین صفحہ 117)

فرشتہ نے تین مرتبہ ایسے ہی کہا اور پھر سورہ علق کی 4 آیات اس وقت نازل ہوئیں۔اس طرح غارِ حرا میں آپؐ کو نبوت عطا ہوئی۔روایات کے مطابق 9 ربیع الاوّل بطابق 12 فروری 610ء بروز پیر وحی کا آغاز ہوا اور آپؐ کو نبوت تفویض ہوئی اور مکہ مکرمہ میں آپؐ نے اسلام کی تبلیغ کا آغاز فرمایا اور مخالفت کا دور شروع ہو گیا۔

مسلمانوں کی ہجرت حبشہ: مکہ میں مسلمانوں کی شدید مخالفت کی بنا پر آنحضرتؐ نے بعض افراد کو حبشہ ہجرت کرنے کا ارشاد فرمایا۔چنانچہ ماہ رجب 5 نبوی میں جن افراد نے ہجرت کی ان میں گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔لیکن ایک افواہ کی بنا پر کہ مکّہ کے قریش مسلمان ہو گئے ہیں چند ان میں سے واپس لوٹ آئے۔چونکہ یہ افواہ غلط تھی اس لئے واپس آنے والوں میں سے کچھ واپس حبشہ لوٹ گئے اور بعد ازاں اور بہت سے مسلمان مکہ والوں سے تنگ ہونے کی وجہ سے حبشہ ہجرت کرتے رہے اور ان مہاجروں کی تعداد ایک سو تک ہو گئی۔اس طرح اس ہجرت کو بعض مؤرخین ہجرت حبشہ ثانیہ سے موسوم کرتے ہیں۔

ہجرت مدینہ: آنحضرتؐ کے ہجرت کے سفر کا آغاز 4 ربیع الاوّل 14 نبوی مطابق 12 ستمبر 622ء کو ہوا۔اور آٹھ روز کے سفر کے بعد 12 ربیع الاوّل 14 نبوی مطابق 20 ستمبر 622ء کو آپؐ مدینہ پہنچے۔نبوت ملنے کے بعد تیرہ سال تک آپؐ مکہ مکرمہ میں رہے اور حکمِ خداوندی سے اسلام کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے جس کے نتیجہ میں اچھی خاصی تعداد دائرہ اسلام میں داخل ہوتی رہی اور یہی وہ اصحاب تھے جن کے ذریعہ اسلام کی جڑیں مضبوط ہوئیں۔

آپؐ کو مدینہ منوّرہ تشریف لائے قریباً دو سال ہوئے تھے کہ کفار اور مشرکین حملہ آور ہوئے اور جنگ بدر ہوئی جس میں کفار کو شکست ہوئی اور ان کے بڑے بڑے سردار لقمۂ اجل ہوئے۔اس کے بعد مسلسل آپ کے دس سالہ قیام مدینہ کے دوران دشمن حملہ آور ہوتا رہا اور برابر شکستوں سے دوچار ہوتا رہا۔ان حملوں اور لڑائیوں کی تعداد کم وبیش 35 بیان کی جاتی ہے۔ان لڑائیوں کا تذکرہ اسلام کی تواریخ میں بکثرت موجود ہے جن کے ذکر کا یہ موقعہ نہیں کیونکہ اس مضمون میں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ قریباً تمام انبیاء کو پیغام حق پہنچانے میں ہجرتیں کرنی پڑیں۔حتی کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہجرت کے بعد کامیابی نصیب ہوئی جو یقیناً لاثانی ہے کیونکہ آپ کے دس سال کے مختصر عرصہ میں ہجرت کے بعد قریباً سارے عرب میں اسلام کی ترویج ہوئی۔بلکہ عرب کے جزیرہ نما کے علاوہ فلسطین،ایران وعراق تک بھی اسلام کا پیغام پہنچنا شروع ہو گیا۔

وصال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ میں دس سال تک رہے اور ان دس سالوں میں اسلام کی ترویج اللہ تعالیٰ کے فضل سے عروج کی انتہا تک پہنچی اور پیغام الٰہی دور دراز تک پھیلا۔اور پھر مشیّت ایزدی سے آپؐ کا وِصال 12 ربیع الاوّل بروز پیر سن گیارہ ہجری میں بعمر 63 سال ہوا۔بہرکیف اس مختصر عرصہ میں ہی اسلام کی غیر معمولی ترقی ہوئی۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کامیابیاں ہجرتوں کے نتیجہ میں ہی زیادہ تر عمل میں آتی رہی ہیں۔

جماعت احمدیہ کی ہجرت

کامیابیاں ہجرتوں سے وابستہ ہونے کے ذکر میں مختصراً کچھ انبیاء علیہم السلام کے وطنوں سے بے وطن ہونے اور پھر نمایاں کامیابیاں حاصل ہونے کا حال بیان ہوا ہے۔

خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ بھی اس قدرتی نظام سے باہر نہیں رہی۔ترقی کی منازل سرعت سے طے کرنے کے لئے اسے بھی ہجرت کرنی پڑی۔برّصغیر کی تقسیم کی

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

عزیزم ولید احمد شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19/جولائی 2010ء میں جناب ابن کریم کے قلم سے ایک واقف نَو عزیزم ولید احمد کا ذکرخیر کیا گیا ہے جو سانحہ دارالذکر میں شہید کردیئے گئے۔

اس ننھے واقف نو مجاہد کے دادا مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب نے محراب پور سندھ میں 1984ء میں جان کا نذرانہ پیش کیا جب کسی ظالم نے سینے میں خنجر کا بڑا کاری وار کیا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ وہ خنجر خود انہوں نے اپنے ہاتھ سے باہر نکالا اور جب ان کو ہسپتال لے جایا جارہا تھا تو اپنے بیٹے چوہدری منور احمد صاحب کو نصیحت کی کہ قاتل کو کچھ نہ کہا جائے اور یہ اعزاز خدا نے مجھے دیا ہے۔ پھر ذکرالٰہی اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے خدا کے حضور حاضر ہوگئے۔

اور اس سے اگلے سال 1985ء میں عزیزم ولید احمد کے نانا محترم چوہدری عبدالرزاق صاحب نے بھریا روڈ سندھ میں شہادت کا اعزاز پایا۔ آپ ایک صابر و زاہد انسان تھے۔ شروع سے ہی اپنی مقامی جماعت کے صدر رہے۔ شہادت سے ایک سال قبل امیر ضلع بھی مقرر ہوئے۔ 1984ء کے آرڈیننس کے بعد آپ کو گمنام خطوط کے ذریعہ متواتر دھمکیاں ملتی رہتی تھیں مگر آپ کبھی بھی خوفزدہ نہیں ہوئے۔

عزیزم ولید احمد ابن مکرم چوہدری منور احمد صاحب اپنی والدہ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ میڈیکل کا طالبعلم تھا۔ والد کی خواہش تھی کہ ڈاکٹر بن کر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں خدمات بجالائے۔ یہ ننھا مجاہد جب گیارہ سال کا تھا تو وقف نو کی ایک کلاس میں بچوں سے یہ پوچھے جانے پر کہ وہ بڑے ہوکر کیا بنیں گے، ولید احمد نے اپنی باری پر جواب دیا کہ مَیں اپنے دادا کی طرح احمدیت کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کروں گا۔ خدا نے اس کے من کی مراد اس طرح پوری کی کہ نماز جمعہ کے لئے بڑی دُور سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا۔ عجیب اتفاق تھا کہ دونوں دوست بچ گئے اور ولید گولیوں کی زد میں آ گیا۔ شدید زخمی حالت میں گھر فون کرکے اپنے امی ابا سے بات کی کہ میری یہ حالت ہے، خون بہت زیادہ بہہ رہا ہے اور گولیوں کی بوچھاڑ جاری ہے، ظالم مسجد میں دندناتے پھر رہے ہیں۔ پھر اپنے کزن کو فیصل آباد فون کیا اور یہ ساری صورتحال بتائی اور پھر یہ بھی بتایا کہ اب دوبارہ دروازہ کھلا ہے اور دہشتگرد میری طرف بڑھ رہا ہے...... پھر وہ آواز بند ہوگئی۔ گویا

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من

کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ بڑی جرأت کے ساتھ پہلے زخمی ہونے کی حالت میں مجاہدانہ وقت گزارا اور پھر سینے اور منہ پر گولیاں کھاکر دشمن کو بتادیا کہ

جوڑ کے تو کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

شہید مرحوم کے پسماندگان میں ان کی دادی جان، والدین اور چھوٹی تین بہنیں شامل ہیں۔

مسجد بیت النور لاہور میں دہشت گرد پر قابو پانے کا آنکھوں دیکھا احوال

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21/جولائی 2010ء میں جناب ابن عبداللہ کی ایک انگریزی تحریر کا اردو ترجمہ (از آصفہ اسحاق صاحبہ) شامل اشاعت ہے جس میں مسجد بیت النور لاہور میں دہشتگرد پر قابو پانے کا آنکھوں دیکھا احوال بیان کیا گیا ہے۔

28/مئی ایک بہت گرم اور گردآلود دن تھا۔ مَیں کچھ تاخیر سے مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن اپنے خسر کے ہمراہ پہنچا تو پچھلی صفوں میں مرکزی داخلی دروازہ کے قریب جگہ ملی۔ میرے خسر اوپر والے ہال میں چلے گئے۔ خطبہ جمعہ کے کچھ دیر بعد ہی میں نے فائر کی آواز سنی۔ تھوڑی سی ہلچل کے بعد اچانک خاموشی چھاگئی۔ مَیں نے سوچا کہ شاید باہر سیکیورٹی پر موجود خدام نے صورتحال کو کنٹرول کرلیا ہے۔ پھر کچھ دیر بعد ہی دوبارہ فائرنگ کی آوازیں قریب سے آنا شروع ہوگئیں۔ جس پر مَیں بہت پریشان ہوگیا۔ اسی دوران مسجد کے صحن سے کچھ بم دھماکوں کی آوازیں آئیں۔ میں نے سوچا کہ ہو نہ ہو حملہ آور بہت زیادہ ہیں اور انہوں نے سیکیورٹی کو بھی عبور کرلیا ہے۔ باہر کرسیوں پر بیٹھے احباب اندر ہال میں آگئے اور دروازے بند کرلئے۔ ہال میں موجود احباب تہہ خانہ میں جانا شروع ہوئے۔ اسی دوران دو حملہ آوروں نے کھڑکیوں کے باہر سے فائرنگ شروع کردی۔ ان کی فائرنگ کا نشانہ بننے والے زیادہ تر وہ بزرگ تھے جو فوری طور پر اپنی جگہ تبدیل نہ کرسکتے تھے۔ چنانچہ چند لمحوں میں ہی مرکزی ہال میں ہر جگہ خون ہی خون دکھائی دینے لگا۔ ہال میں زخمی اور بوڑھے احباب ہی باقی رہ گئے جو دیواروں سے لگے بیٹھے تھے۔ گولیاں نشانہ باندھ کر چلائی جارہی تھیں۔ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے موت کا رقص چل رہا ہو۔ مَیں نے خود کو ایک دیوار کی اوٹ میں چھپا رکھا تھا تاہم سر کو تھوڑا باہر نکال کر ہونے والی صورتحال کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔ ایک دہشتگرد نے متعدد بار بند ہال میں داخل ہونے کی کوشش اور فائرنگ بھی کی لیکن ناکام رہا کیونکہ دوتین احباب نے اندر سے دروازے کو دھکیل کر بند کیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ دہشتگرد دوبارہ محراب کی باہر کی جانب آیا اور کھڑکیوں سے فائرنگ شروع کردی۔ ہر فائر پر گولی کسی نہ کسی کو ضرور لگتی۔ ایک بات میں نے خاص طور پر نوٹ کی کہ گولیاں لگنے کے باوجود بھی کسی احمدی نے واویلا یا چیخ و پکار نہیں کی بلکہ نہایت ہی صبر اور ہمت سے تکلیف کو برداشت کرتے رہے۔ یہ اُن کا مضبوط ایمان اور خدا پر توکل تھا۔

مَیں نے دیکھا کہ وہی دہشتگرد دوبارہ عقبی دروازے کی طرف آیا اور قریباً پندرہ فٹ دُور رہ کر اس نے میگزین تبدیل کیا اور دو ہینڈ گرنیڈ نکالے۔ مَیں نے دوتین منٹ تک نہایت ہی خوف اور بے بسی کے عالم میں اس دہشتگرد کی طرف دیکھا جو ہمارے نشانہ پر تھا لیکن افسوس ہم میں سے کسی کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ مَیں اپنے دماغ میں منصوبہ بنانے لگا کہ جب یہ گرنیڈ اندر پھینکے گا تو مَیں اس کو کیچ کرکے اسی کی طرف اچھالنے کی کوشش کروں گا۔ مگر جب اُس نے گرنیڈ پھینکا تو وہ میرے پاؤں کی طرف قریب کچھ ہی فاصلے پر گرا جسے دُور ہونے کی وجہ سے مَیں نہ پکڑ سکا۔ ابھی میں ایک طرف تھوڑا سرکا ہی تھا کہ وہ گرنیڈ پھٹ گیا جس کی وجہ سے جنرل ناصر احمد صاحب کا پورا چہرہ اور سینہ بری طرح زخمی ہوگیا اور کمانڈر اویس صاحب کی ران اور پیروں پر بھی چوٹیں آئیں۔ وہی دہشتگرد کچھ ہی دیر میں اوپر والے ہال کے عقبی دروازہ میں داخل ہوا اور مرکزی ہال میں گرنیڈ پھینکا جس کی وجہ سے میرا پاؤں بھی زخمی ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ فائرنگ بھی کررہا تھا۔ اُس نے داخلی راستہ میں بیٹھے ہوئے ایک احمدی پر تین فائر کئے۔ پھر میری جانب بڑھا۔ مَیں نے خود کو ایک شہید کے پیچھے چھپا رکھا تھا۔ مجھے لگا کہ اس نے مجھے زندہ دیکھ لیا ہے۔ اُس نے اپنا ہتھیار میری طرف سیدھا کرلیا۔ اب مجھے یقین ہوگیا کہ اب میں مارا جاؤں گا۔ اس وقت مجھے نہ اپنے خاندان کا اور نہ کسی اَور کا خیال آیا بلکہ آیا تو صرف یہ کہ اے خدا! کیا یہ اختتام ہے؟ اسی لمحے مَیں نے ایک اور سوال خدا سے اپنی مادری زبان میں کیا کہ وہ تمام نظارے اور خواب جو تُو نے میرے مستقبل کے بارے میں مجھے دکھائے تھے کیا وہ سب یہی تھے؟

میرے رحیم و کریم اور حفاظت کرنے والے خدا نے فوراً ہی میرے سوالوں کا جواب دیا اور اس دہشتگرد نے مجھ پر تین گولیاں چلائیں جو مجھے نہ لگیں۔ پھر وہ فائرنگ کرتا ہوا آگے چلا گیا۔ مَیں نے سوچا کہ یہ تو ایک ایک کرکے سب کو ختم کردے گا۔ مَیں اُس وقت لیٹا ہوا تھا اور اس کو دیکھ نہیں پارہا تھا۔ کچھ دیر بعد مَیں نے سر اوپر اٹھاکر ترچھی آنکھ سے دیکھا تو وہ باری باری ہر شخص کو دو سے تین گولیاں مارتا اور آگے بڑھ جاتا۔ اسی لمحہ مَیں بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اٹھ کر اس کی طرف لپکا۔ وہ مجھ سے قریباً 24 فٹ کے فاصلہ پر تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ مَیں اُس کے پاس کیسے پہنچا اور کس طرح دبوچ کر اسے نیچے گرادیا اور اوپر بیٹھ گیا۔ اس وقت میرا دایاں ہاتھ جل گیا۔ مَیں نے اس کو گردن سے دبوچ رکھا تھا لیکن اس کے بازو آزاد تھے جن سے اس نے اپنے پیٹ کے اوپر سے کچھ نکالنے کی کوشش کی۔ مجھے اندازہ ہوگیا کہ وہ گرنیڈ نکالنا چاہتا ہے۔ چنانچہ مَیں نے گردن چھوڑکر اس کے بازو پکڑکر اُس کے سر پر مکے مارنے شروع کردیئے۔ جب یقین ہوگیا کہ وہ بے بس ہوگیا ہے تو میرے پکارنے پر چند احباب فوراً آئے اور ہم نے اس کو ٹائی سے باندھ دیا۔ پھر اس کے جسم سے ہتھیار اور دھماکہ خیز بیلٹ اتاری گئی۔ وزیرداخلہ رحمٰن ملک نے بعد میں میڈیا کو بتایا کہ ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ خودکش حملہ آور زندہ پکڑا گیا ہو۔

اسی اثناء میں دوسرا دہشت گرد پہلی منزل پر آگیا جہاں خدام نے ہال کو خالی کرالیا تھا۔ اس دہشتگرد کو بھی ایک پتلے دبلے نوجوان سمیت چار حوصلہ مند اور دلیر خدام نے پکڑلیا۔ پھر ایمبولینسوں میں زخمی اور شہداء لے جائے جانے لگے تو مَیں اپنے گھر پہنچا، خون آلود کپڑے تبدیل کئے اور طبی امداد کے لئے ہسپتال پہنچ گیا۔

خون کی یہ ہولی قریباً چالیس منٹ تک جاری رہی تھی۔ اس تمام عرصہ میں مَیں نے احباب جماعت کو سراسیمگی کی حالت میں صبر سے زیرلب دعاؤں میں مصروف دیکھا۔ زیادہ تر شہادتیں مین ہال میں ہوئیں جن کا میں عینی شاہد ہوں۔ جب مجھے اس اندوہناک واقعہ کی یاد آتی ہے تو مجھے اپنی بے بسی پر افسوس اور اس کسمپرسی پر شرمندگی ہوتی ہے کہ مَیں کس قدر مجبور اور لاچار تھا۔ مجھے یہ دکھ بیان کرنے کے الفاظ نہیں ملتے۔

اس واقعہ سے چند روز قبل میرے خسر نے خواب دیکھا کہ میرے والد مرحوم (جن کا نام عبداللہ تھا) لوگوں کے ہجوم میں کھڑے ہیں اور اپنی دائیں ٹانگ کی طرف اشارہ کرکے کہتے ہیں کہ مجھے ایک گولی لگی ہے۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ خواب میں بھی کسی قسم کی بے چینی اور پریشانی نہیں ہوتی بلکہ بہت سکون محسوس کررہے ہیں۔ جب انہوں نے یہ خواب مجھے سنایا تو مَیں نے یہ خواب اپنے پر چسپاں کیا اور اس اندوہناک واقعہ سے ایک روز قبل مَیں نے اپنی اہلیہ کو بتایا کہ مَیں اپنی اس ماہ کی پوری پنشن غریبوں اور ضرورتمندوں کو دوں گا تاکہ خدا تعالیٰ مجھے اس مصیبت سے بچاتے ہوئے اپنی حفاظت میں رکھے۔

ایک اور خواب میرے بھانجے نے اس واقعہ سے ایک شام قبل دیکھا کہ میرے والد عبداللہ لوگوں کے مجمع میں کالے رنگ کا عوامی سوٹ پہنے کھڑے ہیں۔ پھر اچانک وہ غصے سے دوڑ کر کسی سے کوئی ہتھیار چھین لیتے ہیں۔ اس کے بعد اُن کا رنگ دمکنے لگتا ہے اور بہادری کی چمک ان کے چہرہ سے پھوٹنے لگتی ہے۔

مذکورہ دونوں خوابوں میں مجھے ہی عبداللہ کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔ عبداللہ یعنی ...... ''اللہ تعالیٰ کا بندہ''۔ جب وہ ساری باتیں مَیں یاد کرتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ مَیں ہال میں کیوں ٹھہرا رہا، اوپر یا نیچے والے حصہ میں یا کہیں اَور کیوں نہ گیا۔ مجھے اپنے بچاؤ کی سوچ کیوں نہ آئی۔ اس تمام عرصہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی مجھے اپنے بیوی بچوں کا خیال آیا اور نہ ہی اپنے آپ کو محفوظ کرنے کا۔ خطبہ جمعہ شروع ہونے سے لے کر تمام واقعات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ جب میرے پاس ہی گرنیڈ پھٹا تو میں نے اپنے آپ کو صرف اس لئے بچایا یا بچانے کی کوشش کی کہ ایسی پوزیشن لوں کہ موقع ملتے ہی اس دہشتگرد پر جوابی حملہ کرسکوں۔ مجھے یقین تھا کہ دہشتگرد کی چلائی ہوئی تین گولیوں سے مَیں محفوظ رہا تو جو کام خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے ذمہ ہے وہ میں ضرور کرگزروں گا۔

(ہفت روزہ لاہور 19/جون 2010ء)

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13/جولائی 2010ء میں شامل اشاعت مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی ایک غزل سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں جس میں شہدائے لاہور کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

تاج وفا کا سر پر رکھنا سیج نہیں ہے پھولوں کی
رہِ وفا کے شہزادے پر کرتے ہیں سنگباری لوگ
کتنے دریا اترے اب تک میرے دل کے ساگر میں
ان کو کیا اندازہ اس کا ظرف سے ہیں جو عاری لوگ
درد کی کھیتی کو میں نے یوں اشکوں سے سیراب کیا
خوں نہائے زخموں کو بھی سمجھے پھول چناری لوگ
حق والے تو مقتل میں بھی جا کر سرافراز ہوئے
شاہوں کے دربار میں رہ گئے سجدوں میں درباری لوگ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
March 7, 2014 – March 13, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday March 7, 2014

Time	Programme
00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Quran
01:25	Press conferences in Europe: A report of the Reception and Press conferences of Huzoor with media held in Brussels and Germany, in December 2012.
02:30	Japanese Service
03:30	Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 25, 1997.
04:45	Liqa Maal Arab: Session no. 41
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:50	An Audience With Huzoor: Recorded on March 23, 2013.
07:55	Siraiki Service
08:30	Rah-E-Huda: Repeat of a live interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:45	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:00	Quran Sab Se Acha
12:30	Dars-e-Hadith
13:00	Live Friday Sermon
14:15	Yassarnal Quran
14:35	Shotter Shondane
15:30	Pandit Laikhram: An Urdu discussion about the prophecy of Pandit Lekhram.
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: A live interactive Arabic programme.
20:30	Pandit Laikhram
21:05	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-E-Huda

Saturday March 8, 2014

Time	Programme
00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Quran
01:05	An Audience With Huzoor
02:10	Friday Sermon: Recorded on March 7, 2014.
03:20	Rah-E-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 42
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25	Al-Tarteel : A programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Waqf-e-Nau Khuddam Ijtema: Recorded on May 6, 2012.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
09:00	Question And Answer Session: Recorded on June 15, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on March 7, 2014.
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Spotlight
16:00	Live Rah-E-Huda: A live interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: A live interactive Arabic programme.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-E-Huda
22:35	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday March 9, 2014

Time	Programme
00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:20	Waqf-e-Nau Khuddan Ijtema
02:35	Story Time
02:55	Friday Sermon: Recorded on March 7, 2014.
04:05	Spotlight
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 43
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Gillingham Mosque Inauguration: Recorded on March 1, 2014.
08:45	Question And Answer Session: Recorded on March 26, 1995.
10:15	Indonesian Service
11:15	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on December 21, 2012.
12:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon: Recorded on March 7, 2014.
14:10	Shotter Shondhane
15:00	Gillingham Mosque Inauguration [R]
16:30	John Alexander Dowie: A documentary about John Alexander Dowie, an opponent of the Promised Messiah (as).
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:25	Gillingham Mosque Inauguration [R]
20:00	Real Talk
21:00	Friday Sermon [R]
22:30	Question And Answer Session [R]

Monday March 10, 2014

Time	Programme
00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40	Yassarnal Quran
01:20	Gillingham Mosque Inauguration
02:50	Friday Sermon: Recorded on March 7, 2014.
03:55	Real Talk
04:55	Liqa Maal Arab: Session no.44
06:00	Tilawat & Dars
06:30	Al-Tarteel : A programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Peace Symposium 2013: Recorded on March 23, 2013.
08:30	International Jama'at News
09:05	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 15, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on December 20, 2013.
11:05	Book Fair: An Urdu documentary featuring a book fair organised by Jama'at Ahmadiyya Kolkata.
12:05	Tilawat & Dars
12:35	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on May 16, 2008.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Book Fair
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	Rah-e-Huda: Repeat of a live interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Peace Symposium 2013 [R]
19:50	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:50	Rah-e-Huda
22:30	Friday Sermon [R]
23:15	Book Fair

Tuesday March 11, 2014

Time	Programme
00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars
00:50	Al-Tarteel
01:20	Peace Symposium 2013
02:50	Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
03:25	Friday Sermon: Recorded on April 4, 2008.
04:15	Book Fair
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 45
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on December 1, 2013.
08:05	Australian Service
08:25	Question And Answer Session: Recorded on March 26, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on March 7, 2014.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
15:40	Quiz
16:30	Seerat-un-Nabi
17:00	Noor-e-Mustafwi
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on March 7, 2014.
20:30	Australian Service
21:00	MTA Variety
22:00	Quiz
22:45	Question And Answer Session [R]

Wednesday March 12, 2014

Time	Programme
00:15	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:30	Quiz
03:15	Seerat-un-Nabi
04:00	Australian Service
04:30	Noor-e-Mustafwi
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 46
06:00	Tilawat & Dars
06:15	Al-Tarteel
06:45	Jalsa Salana UK Address: Concluding address delivered on July 24, 2011.
08:15	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
09:15	Question And Answer Session: Recorded on June 15, 1996.
10:15	Indonesian Service
11:15	Swahili Service
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 16, 2008.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
16:00	Kids Time
16:30	Faith Matters
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Address [R]
19:40	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
21:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:30	Kids Time
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan: Repeat of a live poem request programme.

Thursday March 13, 2014

Time	Programme
00:00	World News
00:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:30	Al-Tarteel
01:00	Jalsa Salana UK Address
02:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:00	MTA Variety
04:00	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 47
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
06:55	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque: Recorded on the April 3, 2013 in Valencia, Spain.
07:55	Beacon of Truth: An interactive English talk show series exploring various matters relating to Islam.
09:00	Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 26, 1997.
10:05	Indonesian Service
11:05	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
12:55	Beacon of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on March 7, 2014.
15:05	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:35	Al-Maa'idah: A series of culinary programmes teaching how to prepare a variety of dishes.
16:05	Maseer-E-Shahindgan: A series of Persian programmes.
16:35	Tarjamatul Quran Class [R]
17:40	Yassarnal Quran
18:05	World News
18:30	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque [R]
20:30	Al-Maa'idah
21:00	Tarjamatul Quran Class [R]
22:05	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
22:35	Yassarnal Quran
23:05	Beacon of Truth

****Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).***

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 28 February , 2014 | Issue No. 09

خطبات نکاح فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

☆......تمہاری شادیاں تب کامیاب ہوں گی جب ایک دوسرے سے سچائی کے اعلیٰ معیار پر قائم ہوتے ہوئے رشتے جوڑو گے۔

☆......رشتوں کا جوڑنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ رشتے جوڑتا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے جو دعا سے رشتے کئے جائیں ان میں برکت بھی ہوتی ہے۔

☆......کفو ہونے کے بہت سے معیار ہیں جن کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ بعض دفعہ لڑکا اور لڑکی پسند کرتے ہیں تو رشتے ہوجاتے ہیں یا رشتہ کرنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں لیکن والدین آڑے آجاتے ہیں اور روکیں ڈالتے ہیں اور پھر بعض قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے والدین کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب احمدی گھرانوں میں رشتے ہورہے ہوں تو دعا کرکے، اللہ تعالیٰ سے راہنمائی چاہ کے عموماً رشتے آپس میں طے کردینے چاہئیں سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی روک پیدا ہوجائے۔

☆......نکاح شادی میں ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نئے قائم ہونے والے رشتے جب تک ایک دوسرے پر اعتماد کا اظہار نہ کریں یہ آگے نہیں چلتے۔ اس لئے ہمیشہ لڑکے اور لڑکی کو ہر بات میں ایک دوسرے کو اعتماد میں لینا چاہئے اور شادی کے بعد سب سے زیادہ اعتماد اور راز داری میاں بیوی کی ہونی چاہئے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 08 اپریل 2012ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ ایک نکاح عزیزہ زارا طاہر جو واقفۂ نو بچی ہے بنت مکرم منیر احمد صاحب طاہر کا عزیزم ایاز محمود ابن مکرم چوہدری امتیاز احمد صاحب کے ساتھ پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر ہورہا ہے۔ اور دوسرا نکاح عزیزہ مشعل اسلام خان بنت مکرم محمد یٰسین خان صاحب وولورہمپٹن کا ہے جو عزیزم عدنان عزیز جان ابن مکرم جاوید اختر صاحب ہنسلو کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: نکاح کا موقع خاص طور پر ان دو خاندانوں کے لئے ایک انتہائی خوشی کا موقع ہوتا ہے جو اس شادی کے بندھن میں، رشتہ کے بندھن میں بندھے جا رہے ہوتے ہیں۔ صرف اس لئے نہیں کہ ان رشتوں سے دنیاوی رشتہ داریاں قائم ہورہی ہیں اور آئندہ نسل کی بنیاد بھی اس سے پڑتی ہے، کچھ خواہشات بھی دونوں طرف کی پوری ہوتی ہیں۔ صرف یہی مقصد نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑا مقصد جو ایک مومن کا ہونا چاہئے جو خاص طور پر ایک احمدی کا ہونا چاہئے جس نے اس زمانہ میں یہ عہدِ بیعت باندھا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ کے وقت بھی فریقین کو یہ توجہ دلائی ہے، لڑکے کو بھی لڑکی کو بھی اور نہ صرف لڑکی اور لڑکے کو بلکہ دونوں خاندانوں کو کہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس رشتہ کو قائم کرنا۔ تبھی یہ رشتہ کامیابی کی منزلیں طے کرے گا۔ تبھی یہ رشتہ اس معیار کو حاصل کرنے والا ہوگا جو ایک مومن کی زندگی کا معیار ہونا چاہئے۔ تقویٰ ہر بات میں مدنظر رہے۔ چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی اور بڑی بات میں بھی، رشتوں کے احترام میں بھی تقویٰ مدنظر رہے۔ لڑکا اور لڑکی آپس میں ایک دوسرے کے رشتوں کا احترام بھی کریں۔ دونوں کے رحمی رشتے جو ہیں لڑکی کا فرض ہے کہ لڑکے والوں کا، اپنے سسرال کا خیال رکھے، ان کی عزت کرے، ان کا احترام کرے۔ لڑکے کا فرض ہے کہ اپنے سسرال کا، جو بھی لڑکی کے قریبی رشتہ دار ہیں ان کی عزت کرے، احترام کرے۔ اور کسی دنیاوی لالچ کی وجہ سے رشتہ قائم نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے رشتے قائم ہوں۔ دنیاوی خواہشات تو رشتوں کے ساتھ، شادی کے ساتھ پوری ہوجاتی ہیں۔ لیکن اصل شادی وہ ہے جو دین مقدم رکھتے ہوئے کی جائے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے کی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے یہ رشتے تب قائم رہیں گے جب ہر معاملہ میں ایک دوسرے سے رحمی رشتوں کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ سچائی اور تقویٰ کا معیار بلند ہوتا جائے۔ ہر جگہ تمہاری سچائی ظاہر ہونی چاہئے۔ ایک دوسرے پر اعتماد تب قائم ہوتا ہے جب یہ یقین ہوجائے کہ دونوں ایک دوسرے سے سچ بولنے والے ہیں۔ بعض دفعہ کئی جھگڑے آتے ہیں اور جھگڑوں کی بنا یہ ہوتی ہے کہ لڑکی کو یہ شکوہ ہوتا ہے کہ لڑکا مجھ سے باتیں چھپاتا ہے۔ سچائی کا معیار نہیں۔ لڑکے کو یہ شکوہ ہے کہ لڑکی باتیں چھپاتی ہے۔ سچائی کا معیار نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس نفسیات کو سمجھتے ہوئے دونوں کو شادی کے دن حکم دیا کہ تمہاری شادیاں تب کامیاب ہوں گی جب ایک دوسرے سے سچائی کے اعلیٰ معیار پر قائم ہوتے ہوئے رشتے جوڑو گے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

پھر آخر میں یہ بھی فرمایا کہ ان دنیاوی رشتوں میں خدا کو نہ بھول جانا۔ ہمیشہ یہ بات پیشِ نظر رہے کہ کل کے لئے، اس دنیا سے گزرنے کے بعد کے لئے ہم نے کیا کمایا ہے۔ کیا چیزیں ہیں جو ہم اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر سکتے ہیں۔ پس جب یہ چیز مدّنظر رہے گی تو تمام قسم کی نیکیوں کی طرف توجہ بھی رہے گی۔ رشتے بھی قائم رہیں گے اور آئندہ جو نسلیں پیدا ہوں گی وہ بھی دین پر قائم رہنے والی ہوں گی اور اس مقصد کو حاصل کرنے والی ہوں گی جس کے لئے خاص طور پر ایک احمدی مسلمان نے اس زمانہ کے امام کی بیعت کی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ رشتے جو قائم ہورہے ہیں یہ ہر لحاظ سے بابرکت ہوں اور اعتماد کی ایسی فضا ہو جس کی مثال نہ ملتی ہو۔ آئندہ نسلیں ایسی ہوں جو دین پر قائم رہنے والی ہوں اور خلافت سے وفا کرنے والی ہوں۔ خادمِ دین ہوں۔ اب ان چند الفاظ کے ساتھ میں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا، دونوں رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

☆☆☆☆☆

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14 اپریل 2012ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں اس وقت تین نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ ایک نکاح عزیزہ فدیحہ طاہر بنت مکرم محمد صدیق صاحب کا عزیزم محمد نصر سلیم کے ساتھ ہے جو مکرم محمد سلیم ظفر صاحب کا بیٹا ہے جو ہمارے دفتر پرائیوٹ سیکرٹری میں کام کرتے ہیں۔ دوسرا نکاح یاسمین بیگم گنائی بنت مکرم مشرف محمود گنائی صاحب کا عزیزم طاہر اظہر ابن مکرم محمد اسلم اظہر صاحب کینیڈا کے ساتھ ہے اور تیسرا نکاح عزیزہ ذروۃ الہدیٰ بنت مکرم عطاء الرحمٰن محمود صاحب جو ربوہ میں نائب ناظر بیت المال ہیں کا عزیزم یاسر محمود ابن مکرم اقبال محمود صاحب کے ساتھ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: نکاح اور شادی ایک ایسی معاشرتی ذمہ واری ہے جس کے کرنے کا اللہ اور رسول نے حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو خاص طور پر تحریک کیا کرتے تھے۔ بعض غریب تھے اگر وہ کہتے کہ ہم غربت کی وجہ سے شادی نہیں کرسکتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ چاہے معمولی سی رقم خرچ کرو یا بعض اوقات رشتے تجویز کردیا کرتے تھے کہ فلاں جگہ جاؤ اور اس سے کہو کہ میں نے تمہارے ہاں رشتہ کے لئے بھیجا ہے، وہ تمہیں رشتہ دیدیں گے۔ اور یہ ہوجاتے تھے۔ بعض امیر آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک پر غریبوں کے ساتھ رشتہ کرلیا کرتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: رشتوں کا جوڑنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ رشتے جوڑتا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے جو دعا سے رشتے کئے جائیں ان میں برکت بھی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہی اکثر رشتے جوڑا کرتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔ تو اس میں صرف یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ فلاں امیر ہے یا فلاں غریب ہے یا فلاں کس خاندان کا ہے، بڑے خاندان کا ہے، فلاں چھوٹے خاندان کا ہے۔ کفو ہونے کے بہت سے معیار ہیں جن کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ بعض دفعہ لڑکا اور لڑکی پسند کرتے ہیں تو رشتے ہوجاتے ہیں یا رشتہ کرنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں لیکن والدین آڑے آجاتے ہیں اور روکیں ڈالتے ہیں اور پھر بعض قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے والدین کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب احمدی گھرانوں میں رشتے ہورہے ہوں تو دعا کرکے، اللہ تعالیٰ سے راہنمائی چاہ کے عموماً رشتے آپس میں طے کردینے چاہئیں سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی روک

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں